احناف اور توحید کی اشاعت

الأحناف ينشرون التوحيد (أردو)

تالیف:

ڈاکٹر / فهد بن ناصر الجديد

ح فهد بن ناصر الجديد ، ١٤٤٣ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الجديد، فهد ناصر إبراهيم

الأحناف ينشرون التوحيد (اردو). / فهد بن ناصر إبراهيم الجديد.

ط١. الرياض، ١٤٤٣هـ ص ١٠٨ ؛ ١٧×٢٤ سم

ردمك: ٥-٨٥٣-٠٤-٦٠٣-٩٧٨

١. الفقه الحنفي أ.العنوان

ديوي ٢٥٨,١ ١٤٤٣/٦٩٠٩

رقم الإيداع: ١٤٤٣/٦٩٠٩

ردمك: ٥-٨٥٣-٠٤-٦٠٣-٩٧٨

© حقوق طبع محفوظ ہیں۔

الا یہ کہ کوئی اسے بغیر حذف، اضافہ یا تبدیلی کے چھپواکر مفت تقسیم کرنا چاہے، تو اسے اس کی اجازت ہے اور اللہ ایسے شخص کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

دار الإسلام جمعية الربوة رواد الترجمة

- قامت جمعية الدعوة والإرشاد بالربوة بمراجعة وتصميم هذا الإصدار.
- تتيح الجمعية طباعة الإصدار ونشره بأي وسيلة مع الالتزام بالإشارة إلى المصدر وعدم التغيير في النص.
- في حالة الطباعة يجب الالتزام بمعايير الجودة التي اعتمدتها الجمعية.

Telephone: +966114454900
Fax: +966114970126
P.O.BOX: 29465
RIYADH: 11557
ceo@rabwah.sa
www.islamhouse.com

مقدمہ

مسلمانوں نے قرونِ ثلاثہ مفضلہ میں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت سے حاصل شدہ صحیح عقیدے کے مطابق زندگی بسر کی۔ انہیں اس عقیدہ کی تعریفیں لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا، جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

قرونِ ثلاثہ مفضلہ کے بعد اہلِ باطل کا ظہور ہوا اور انہوں نے امت اسلامیہ کے عقیدے کو اس کے درست راستے سے ہٹانا شروع کر دیا۔ نیز شیطان نے ان کے لیے بدعی اعمال کو خوش نما بنا کر پیش کیا اور انھوں نے ان کو نیک کام سمجھ کر اپنے فوت شدہ صالحین کی قبروں پر قبے تعمیر کر لیے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگوں کا ظہور ہوا، جو ان صالحین کی قبروں کے پاس اللہ سے دعائیں کرنے لگے۔ پھر مسلمانوں کے انحراف کی یہ صورتِ حال جاری رہی

یہاں تک کہ دوسرے لوگ آئے اور دعویٰ کیا کہ ان قبروں میں مدفون لوگ اولیا ہیں جن سے آفات ومصائب کے وقت دعا مانگنی چاہیے۔ اس طرح امت میں شرک داخل ہوگیا۔جیساکہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں خبر دی تھی، چناں چہ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث میں ہے کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جن چیزوں سے میں اپنی امت کے بارے میں ڈرتا ہوں ان میں گمراہ کرنے والے ائمہ بھی ہیں۔عنقریب میری امت کے بعض قبائل بتوں کی پرستش کریں گے اور عنقریب میری امت کے بعض قبیلے مشرکوں سے مل جائیں گے۔“(صحیح ابن ماجہ)

امت اسلامیہ میں شرک پھیلانے والے ان گمراہ کن ائمہ کے وجود کے باوجود ایسے صالح ائمہ بھی موجود رہے ہیں، جنھوں نے دین کے احکام کو اس کے ساتھ آمیزش ہوجانے والی شرک کی آلودگیوں سے پاک وصاف کیا اور اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کو پھیلایا۔ ان مصلحین ائمہ میں سے علمائے احناف بھی ہیں، جنھوں نے بہت سی کامیاب کوششیں کیں اور لوگوں میں توحید کو پھیلایا، شرک سے آگاہ کیا اور اس کی طرف جانے والے راستوں کو بند کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان سطور کے کاتب کو اس بات کی توفیق بخشی کہ قارئینِ کرام کی خدمت میں علماے احناف کی ان کوششوں کا تفصیلی تعارف پیش کرے، جو انھوں نے صحیح عقیدہ کو پھیلانے اور لوگوں کو شرک وبدعات سے متنبہ کرنے کے سلسلے میں انجام دی ہیں۔

۱۴۴۲/۰۴/۰۱ہجری

پہلا باب : بنیادی تعریفیں: توحید، عبادت اور شرک

توحید اور عبادت مترادف (ہم معنی) اصطلاحات ہیں، جن سے مراد صرف اللہ کی عبادت ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان پر ان دونوں کی معرفت اور ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ شرک ان دونوں (توحید اور عبادت) کی ضد ہے اور ایک مسلمان پر شرک کی بھی معرفت واجب ہے تاکہ اس میں پڑنے سے بچ سکے۔ اس باب میں قبر پرستوں کے نزدیک توحید، عبادت اور شرک کی تعریف کی جائے گی، پھر ان کا جواب اور حنفی علماء کے نزدیک صحیح تعریف پیش کی جائے گی، جیساکہ انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اللہ کی طرف سے لے کر آئے تھے۔

پہلا مبحث: توحید

اہلِ لغت کے نزدیک توحید کی تعریف ہے: کسی چیز کو ایک قرار دینا۔[1]

قبر پرستوں کے نزیک توحید کی تعریف:

(۱) دیکھیے: کتاب جهود علماء الحنفية: ۸۴۔

قبر پرستی کے داعیان نے توحید کی تعریف کرتے ہوئے اسے صرف اللہ کے افعال تک محدود کر دیا ہے اور اس میں بندوں کے افعال کا اضافہ نہیں کیا ہے۔ قبر پرستوں کی تعریفوں میں سے چند یہ ہیں:

توحید: یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تخلیق اور تدبیر میں اکیلا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی کام کرنے والا نہیں ہے۔ (۱)

توحید: اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں تنہا ہے، اس کا کوئی حصہ دار نہیں، اپنی صفات میں یکتا ہے اس کا کوئی نظیر نہیں اور اپنے افعال میں اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ (۲)

توحید: اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں ایک ہے، اپنی صفات میں ایک ہے اور اپنی مصنوعات کا خالق ہے۔ (۳)

---

(۱) دیکھیے: کتاب جهود علماء الحنفية: ۹۵۔ نیز دیکھیے: إحياء المقبور از احمد الغماری: ۲۹۔

(۲) دیکھیے: کتاب جهود علماء الحنفية: ۹۵۔ نیز دیکھیے: براءۃ الأشعريين از ابن مرزوق: ۱۶۴۔ التوسل: ۹۵۔

(۳) دیکھیے: کتاب جهود علماء الحنفية: ۹۵۔ نیز دیکھیے: قاری کی ضوء المعالی: ۱۳۔ بابرتی کی شرح طحاویہ: ۲۹۔ اور نعیمی کی شرح طحاویہ: ۴۷۔

توحید: اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی ذات اور کائنات کی تخلیق کے عمل میں وحدانیت ثابت کرنا اور یہ کہ وہ کائنات کی ہر چیز کا مرجع اور ہر قصد کی انتہا ہے۔ یہی تقاضا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد تھا۔ (۱)

علمائے احناف کے نزدیک توحید کی تعریف:

جہاں تک علمائے احناف کا تعلق ہے تو انہوں نے بہت محنت کی اور توحید کی ایک جامع تعریف لکھی، جس میں اللہ کے افعال جیسے پیدا کرنا، رزق دینا، تدبیر کرنا، موت و حیات دینا اور نفع و نقصان پہنچانا، نیز بندوں کے افعال جیسے دعا کرنا، سجدہ کرنا، رکوع کرنا، مدد طلب کرنا، فریاد کرنا، ذبح کرنا اور نذر ماننا شامل ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کے افعال میں تنہا ماننا، سو یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ کے سوا کوئی پیدا نہیں کرتا، اللہ کے سوا کوئی رزق نہیں دیتا، اللہ کے علاوہ کوئی تدبیر نہیں کرتا اور اللہ کے سوا کوئی زندگی اور موت نہیں دیتا۔ اسی طرح بندوں کے افعال میں بھی اللہ کی وحدانیت ثابت کرنا، لہٰذا صرف اللہ کو پکارا جائے، صرف اللہ کو سجدہ اور رکوع کیا جائے، اس چیز میں صرف اللہ سے مدد مانگی جائے اور فریاد طلب کی جائے جس پر اس کی مخلوق میں سے کوئی قادر نہیں۔ نیز صرف اللہ

(۱) دیکھیے: کتاب جهود علماء الحنفية: ۹۵۔ نیز دیکھیے: رسالة التوحيد، از شیخ محمد عبده: ۴۳۔

کے لیے ذبح کیا جائے اور صرف اللہ کے لیے نذر مانی جائے۔ ان علما میں سے کچھ یہ ہیں:

امام طحاوی(متوفی:۳۲۱ھ-۹۳۳ء)احناف کے ائمہ ثلاثہ: امام ابو حنیفہ (۱۵۰ھ-۷۶۷ء)، امام ابویوسف(متوفی ۱۸۲ھ-۷۹۸ء)اور محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ-۸۰۵ء)رحمہم اللہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے توحید کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:”ہم اللہ کی توفیق سے اس کی توحید کے بارے میں یقین رکھتے ہوئے کہتے ہیں: اللہ ایک ہے،اس کا کوئی شریک نہیں،اور اس کی مثل کوئی چیز نہیں،اور کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی،اور اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔“(۱)

امام ولی اللہ دہلوی(۱۱۷۶ھ-۱۷۶۲ء)اور ان کی پیروی کرتے ہوئے پٹنی (۱۳۲۷ھ-۱۹۰۹ء)کہتے ہیں:”توحید: اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی واجب الوجود، آسمانوں، زمین اور دیگر جواہر کا خالق ہے، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں،زمین اور ان دونوں کے درمیان موجود ساری چیزوں کا مدبر ہے، لہٰذا اس کے علاوہ کوئی واجب الوجود، کوئی پیدا کرنے

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۸۸، نیز دیکھیے: الطحاوية: ۱۷،النور اللامح شرح الناصری: ۱۸۔ شرح البابرتی: ۲۸۔ شرح الغنیمی: ۷۴۔ شرح محمد طیب: ۳۰۔ شرح خالص: ۳۔

والا، کوئی تدبیر کرنے والا نہیں ہو سکتا، نیز یہ کہ اللہ جل وعلا کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔"[۱]

ناصری (متوفی ۶۵۲ھ-۱۲۵۴ء)، ابن العز (متوفی ۷۹۲ھ-۱۳۹۰ء) اور قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ-۱۶۰۵ء) نے ذکر کیا ہے: "توحید میں تین چیزیں شامل ہیں: اللہ کی ربوبیت، اس کی صفات اور اس کی بندگی۔"[۲]

ابو الاعلی مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹ء)[۳] فرماتے ہیں: "لا الہ الا اللہ" کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اس لائق نہیں کہ لوگ اس کی عبادت کریں اور اس کے لیے اطاعت وبندگی کے ساتھ سجدہ کریں۔ اس

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۸۹۔ نیز دیکھیے: حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/۵۹۔ وفیض الرحمٰن: ۱۵۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۹۰. دیکھیے: النور اللامع: ۲۳،۱۸، شرح الطحاویۃ: ۷۴۔ منح الأزہر: ۱۴۔ ضوء المعانی: ۱۰۔

(۳) ابو الاعلی بن احمد بر صغیر ہند و پاک میں جماعت اسلامی کے بانی ومؤسس ہیں۔ مسلکاً حنفی تھے، لیکن حنفی مسلک کے پیروکاروں کے تعصب اور مذموم تقلید کی وجہ سے ان سے عداوت رکھتے اور صوفیوں کے سخت مخالف تھے۔ عقدی مسائل میں ماتریدیہ کی طرف مائل تھے۔

کائنات کا ایک اللہ کے سوا نہ کوئی مالک ہے اور نہ کوئی حاکم، ہر چیز اس کی محتاج اور اس سے مدد لینے پر مجبور ہے۔" (۱)

دوسرا مبحث: عبادت

علماے لغت نے عبادت کے پانچ معانی بیان کیے ہیں: عاجزی، انکساری، اطاعت، مملوکیت (غلامی) اور بندگی۔ (۲)

قبر پرستوں کے نزدیک عبادت کی تعریف:

عبادت کے متعلق قضاعی (متوفی ۱۳۳۶ھ-۱۹۱۸ء) کا قول ہے: "عبادت کی شرعی تعریف میں وسیلہ پکڑنا، مدد طلب کرنا اور دیگر چیزیں شامل نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں عبادت کا ذرا بھی شبہ نہیں ہے ۔کیونکہ ہر وہ چیز جو تعظیم پر دلالت کرتی ہے، وہ عبادت میں اس وقت تک شامل نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۹۱۔ دیکھیے: مبادئ الإسلام: ۸۰۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۳۱۱۔

ساتھ اس تعظیم کردہ شخصیت کے متعلق ربوبیت یا ربوبیت کی مخصوص صفات میں سے کسی صفت کا عقیدہ وابستہ نہ ہو۔"(۱)

فقی نے کہا:"مشرکین کافر اور دینِ حنیف سے خارج اس لیے ہوگئے کہ انھوں نے اپنے اصنام و اوثان کو سجدہ ان کی ربوبیت کے عقیدے کے ساتھ کیا، ان کو مستقل طور پر نفع و ضرر کا مالک سمجھا اور اللہ کے ساتھ ان کی مشیئت کے بھی نافذ ہونے کا عقیدہ رکھا۔ لہٰذا اللہ کے نیک اولیا کی تعظیم اور تابعداری، جو مذکورہ بالا عقیدہ سے خالی ہو، شرعی لحاظ سے عبادت نہیں سمجھی جائے گی...۔"(۲)

نقوی (۳) (متوفی ۱۲۸۹ھ-۱۸۷۲ء) کا کہنا ہے:"یقینا وہ مسلمان جو انبیا وصالحین کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں، ان کی تعظیم کرتے ہیں، انھیں

---

(۱) جہود علماء الحنفیۃ: ۲۹۰۔ دیکھیے: البراہین الساطعۃ: ۳۸۱۔ الفرقان: ۱۱۱۔ الرد علی بعض المبتدعۃ از فاسی: ۱۰، حاشیہ کتاب إظہار العقوق براءۃ الأشعریین از ابن مرزوق: ۸۹۔ التوسل از فقی: ۱۶۔ کشف النقاب از نقوی: ۴۵۔ جواز التوسل از دحلان: ۵۲۔ قوۃ الدفاع: ۵۳۔

(۲) جہود علماء الحنفیۃ: ۲۹۴۔ دیکھیے: التوسل والزیارۃ للفقی: ۱۶۔

(۳) علی نقی بن ابراہیم نقوی عراقی نجفی رافضی وثنی۔ یہ البیت المعمور فی عمارۃ القبور نامی کتاب کا مصنف ہے۔ [دیکھیے: جہود علماء الحنفیۃ: ۱۸۱۸]۔

چومتے ہیں، ان کے گرد چکر لگاتے ہیں اور انھیں چھوتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں سوچتا کہ یہ انبیا اور صالحین یا ان کی قبریں معبود ہیں جن کی عبادت کی جانی چاہیے، یا اللہ کے شریک ہیں، یا اللہ کے ماسوا رب ہیں، بلکہ وہ محض اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے معزز بندے ہیں، جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کی اور اس کی راہ میں اور اس کے کلمے کو بلند کرنے کی خاطر اپنی جان و مال کو قربان کیا، جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی جنت سے نوازا اور اپنے جوارِ اقدس میں جگہ دی۔ اس لیے وہ ہماری تعظیم کے مستحق ہیں اور اس لائق ہیں کہ ہم ان کے آگے سر تسلیم خم کریں اور عاجزی کا اظہار کریں۔ بلکہ جب ہمیں معلوم ہے کہ انھیں اللہ کی اطاعت و بندگی، اتباعِ سنت اور جہاد فی سبیلِ اللہ کے سبب اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و مرتبہ حاصل ہے، لہٰذا ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے اللہ سے دعا کریں، تا کہ اللہ ہمارے لیے ان کی دعا کے واسطے سے ہماری حاجت پوری کرے.. اور اس میں کفر و شرک کی کوئی چیز نہیں ہے۔"[1]

عبادت کی تعریف علماے حنفیہ کے نزدیک:

(۱) جهود علماء الحنفية: ۲۹۳۔ دیکھیے: کشف النقاب: ۴۴۔

علماے احناف نے عبادت کی کئی تعریفیں کی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

عبادت: یہ عقیدہ اور احساس کہ معبود کو علم اور تصرف میں اسباب سے ماورا ایک غیبی اختیار حاصل ہے، جس کی بنا پر وہ فائدہ اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے۔ لہٰذا ہر وہ دعا، ثنا اور تعظیم جو اس اعتقاد سے پیدا ہوتی ہے: وہ عبادت ہے۔[۱]

عبادت: ایک قسم کی حد درجہ تابعداری کا نام ہے، جو دلوں میں معبودِ برحق کی عظمت کے احساس سے پیدا ہوتی ہے۔[۲]

عبادت: اللہ کی رضامندی اور آخرت کی خاطر ہر اس چیز کو بجا لانا، جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے، اور ہر اس چیز کو چھوڑ دینا، جس سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے۔[۳]

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۳۱۸۔ دیکھیے: إمداد المفتیین از تھانوی: ۸۸/۶۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۳۱۲۔ دیکھیے: مفتاح الجنتہ از خجندی: ۶۵۔

(۳) جهود علماء الحنفية: ۳۱۹۔ دیکھیے: فتح المنان ک ۴۴۲۔

عبادت: ایک ایسا جامع لفظ ہے، جس میں کمالِ محبت، عاجزی (سرافگندگی)، خوف، امید اور اطاعت شامل ہیں۔[۱]

عبادت: عابد کا اپنے معبود کے لیے عاجزی وانکسار اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے حد درجہ محبت کرنا۔[۲]

مذکورہ تعریفوں کی روشنی میں علماے احناف اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ عبادت تین بنیادی ارکان: محبت، امید اور خوف پر مبنی ہے۔ اور یہ کہ قبرپرستوں کا اپنی دعاؤں میں مردوں کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا، جیسے کہ ان کا یا علی، یا حسین، یاغوث، یا شیخ کہنا، یہ سب عبادت کی ایسی قسمیں ہیں جنہیں صرف اکیلے بے نیاز اللہ کے لیے بجالانے کا حق ہے۔ اور جس نے اس کے علاوہ انبیا اور صالحین کو پکارا، تو یقیناً اس نے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک ٹھہرایا۔

تیسرا مبحث: شرک

(۱) جهود علماء الحنفية: ۳۲۱۔ دیکھیے: البصائر: ۷۸۔ اور سمط الدرر: ۲۰۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۳۲۱۔ دیکھیے: البصائر: ۷۸۔ اور سمط الدرر: ۲۰۔

علماے لغت نے شرک کی لغوی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا : دو چیزوں میں سے ایک یا اس سے زیادہ چیزوں کا کسی معاملے میں دوسری چیز کے ساتھ مخلوط ہونا، چاہے وہ حسی ہو یا معنوی۔

قبر پرستوں کے نزدیک شرک کی تعریف:

قبر پرستوں نے شرک کی تعریف میں اسی طرح انحراف کیا ہے، جس طرح انھوں نے توحید کی تعریف میں انحراف کیا۔ قبر پرستی کے حامیوں کا دعویٰ ہے کہ شرک صرف ربوبیت میں محصور ہے۔ ان کے مطابق شرک یہ ہے کہ: بندہ پیدا کرنے، روزی دینے، کائنات کو چلانے اور زندگی و موت دینے میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے اور اس کے بارے میں مستقل طور پر نفع و نقصان کے مالک ہونے کا عقیدہ رکھے۔

لہٰذا غیر اللہ کے ساتھ ہر وہ معاملہ، جس میں اس طرح کا عقیدہ شامل نہ ہو، تو وہ عبادت میں سے نہیں ہے اور نہ ہی شرک سے، خواہ وہ سجدہ کرنا، مدد طلب

کرنا، نذر ماننا اور ذبح کرنا وغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔ شرک کی تعریف میں قبر پرستوں کے عقیدے کا خلاصہ یہی ہے۔ (۱)

علماے احناف کے نزدیک شرک کی تعریف:

علماے احناف نے شرک کی درج ذیل تعریف کی ہے:

امام ابن أبي العز حنفی (متوفی ۷۹۲ھ-۱۳۹۰ء) -رحمہ اللہ- فرماتے ہیں: "شرک نام ہے نیک بندوں کو اللہ کے ہاں سفارشی ماننے، انھیں اللہ کے یہاں رسائی کا وسیلہ بنانے اور اسی بنیاد پر ان کی عبادت کرنے کا۔ یہی اہلِ عرب کا اصل شرک تھا۔ کیوں کہ وہ بتوں کے متعلق یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ وہ تخلیق اور تدبیر میں اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں، بلکہ وہ بھی توحید ربوبیت کے قائل تھے اور اللہ ہی کو اپنا رب مانتے تھے۔" (۲)

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۳۶۰۔ نیز دیکھیے: قبر پرستوں کی تصنیفات: کشف الارتیاب از عاملی: ۱۰۵۔ کشف النقاب از نقوی: ۴۴۔ کشف الأسرار از خمینی ۲۷۔ منہج الرشاد از نجفی: ۲۹۔ البراہین الجلیۃ از طباطبائی: ۳۲۔ البراہین الساطعۃ از قضاعی: ۳۷۵۔ التوسل از ابن مرزوق: ۲۰۔ مقالات الدجوی: ۱/۱۶۲۔ حقیقۃ التوسل از موسی: ۱۴۱۔ المفاہیم از مالکی: ۴۹۔ الإفہام والإفحام از محمد زکی: ۳۳۔ الرد المحکم از رفاعی: ۹۰۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۳۶۱۔ دیکھیے: شرح الطحاویۃ: ۲۰۔

امام ولی اللہ دہلوی(۱۱۷۶ھ-۱۷۶۳ء)-رحمہ اللہ-فرماتے ہیں:"شرک کی حقیقت یہ ہے کہ: انسان کسی قابل تعظیم آدمی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ اس سے صادر ہونے والے حیرت انگیز اثرات (یعنی کرامات اور کثرت عبادت وغیرہ) صرف اس وجہ سے صادر ہوئے ہیں کہ وہ ان صفاتِ کمال میں سے کسی صفت سے متصف ہے، جو جو نسلِ انسانی میں معہود نہیں ہیں، بلکہ واجب الوجوب ذاتِ الٰہی کے ساتھ خاص ہیں۔ دوسرے کے اندر ان اوصاف کے پائے جانے کی بس ایک صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ الوہیت کی پوشاک کسی اور کو بھی پہنا دے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری بے بنیاد باتوں کا عقیدہ رکھے۔ جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ مشرکین حج کا تلبیہ اس طرح پڑھتے تھے:"میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، مگر ایک شریک جو تیرا ہے، تو اس کا اور اس کی ملکیت کا مالک ہے"۔ چنانچہ وہ اس قابلِ تعظیم شخصیت کے سامنے غایت درجہ عاجزی کرے اور اس کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے کے طریقے سے پیش آئے۔"(۱)

(۱) جهود علماء الحنفية: ۳۶۲۔ دیکھیے: حجۃ اللہ: ۶۱/۱۔

شاہ عبد القادر دہلوی (متوفی ۱۲۳۰ھ-۱۸۱۴ء) فرماتے ہیں: ”شرک یہ ہے کہ آدمی حق تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کو کسی غیر اللہ کے اندر مانے۔ مثلاً یہ اعتقاد رکھے کہ فلاں ہر چیز جانتا ہے، فلاں جو چاہے کر سکتا ہے، یا فلان کے ہاتھ میں سارا بھلا و برا ہے، یا پھر غیر اللہ کی ایسی تعظیم کرے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے شایانِ شان ہے۔ مثلاً کسی کو سجدہ کرے، اس سے اپنی کوئی ضرورت طلب کرے، یا اس کے بارے میں اعتقاد رکھے کہ وہ اختیار وتصرف کا مالک ہے۔“[1]

ابو الحسن ندوی سے منقول ہے کہ: ”شرک اسی پر موقوف نہیں ہے کہ انسان کسی کو اللہ کا ہمسر قرار دے اور دونوں کو بغیر کسی فرق وامتیاز کے برابر سمجھے، بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات عالی کے لیے مخصوص فرما لی ہیں اور انھیں بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں، انسان انھیں کسی آدمی کے لیے بجالائے، مثلاً کسی کے لیے سجدہ کرنا، اس کے نام پر ذبح کرنا، اس کے لیے نذر ماننا، مصیبت کے وقت اس سے مدد طلب کرنا، اور اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے، اور اس کے لیے -کائنات

(۱) جهود علماء الحنفية: ۳٦۴۔ دیکھیے: موضح القرآن: ۱/۱۰۵۔

میں۔ تصرف ثابت کرنا۔ ان ساری باتوں کی وجہ سے شرک ثابت ہوتا ہے اور ان کی وجہ سے آدمی مشرک قرار پاتا ہے۔"[۱]

واضح رہنا چاہیے کہ علمائے اہل سنت و جماعت بشمول حنفی علمائے کرام کسی انسان کے اسلام کے دائرے سے خارج کردینے والا کوئی کام کرنے پر اسے اس وقت تک کافر نہیں کہتے، جب تک کہ اس پر حجت قائم نہ کردی جائے۔

علامہ محمود شکری آلوسی (متوفی ۱۳۴۲ھ-۱۹۲۴ء) فرماتے ہیں: "ایک عام مسلمان، بلکہ عالم شخص بھی غیر شعوری طور پر شرک میں مبتلا ہوسکتا ہے، لہٰذا اسے متنبہ کرنا اور حقیقتِ حال سے واقف کرانا ضروری ہے، تاکہ وہ توبہ کر لے۔اسے اس کی لاعلمی کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ تاکہ حجت پوری کردی جائے اور حق کا راستہ واضح کردیا جائے۔"[۲]

(۱) جهود علماء الحنفية: ۳۶۵۔ دیکھیے: رسالة التوحيد للندوي: ۳۲۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۵۳۵۔ دیکھیے: غاية الأماني: ۲۹۸/۱۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا: ”اہلِ توحید صرف اسی شخص کو کافر گردانتے ہیں، جس کے کافر ہونے کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کردیا ہے۔“(۱)

چوتھا مبحث: موجودہ دور کے قبرپرست پہلے دور کے بت پرستوں سے زیادہ شرک میں ملوث ہیں

بغداد میں احناف کے مفتی امام محمود آلوسی (متوفی ۱۱۷۰ھ-۱۷۵۷ء) اللہ تعالیٰ کے فرمان: (دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ) [سورہ یونس:۲۲] کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پہلے کے مشرکین پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو نہیں پکارتے تھے۔ لیکن آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آج کے قبرپرست - اگر انھیں خشکی یا سمندر میں کوئی سنگین معاملہ پیش آجائے، تو- ایسے بے دست و پا کو پکارتے ہیں جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے۔ ان میں سے کوئی خضر اور الیاس کو پکارتا ہے اور کوئی امت کے مشائخ میں سے کسی شیخ سے التجا کرتا ہے۔ آپ کو ان میں ایک بھی آدمی نظر نہیں آئے گا جو صرف اپنے مالک سے دعا اور مناجات کرتا ہو۔ شاید ہی کبھی اس کے دل میں یہ

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۵۳۶۔ دیکھیے: فتح المنان ۴۹۴۔

خیال گزرتا ہو کہ اگر وہ تنہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تو وہ ان ہولناکیوں سے بچ جائے گا۔ پس آپ کو اللہ کا واسطہ ہے: مجھے بتائیں کہ پریشانیوں کے وقت مدد طلب کرنے کے معاملے میں قبر پرستوں اور بت پرستوں کے گروہوں میں سے کون زیادہ راہ راست پر ہے؟؟؟، نیز بتائیں کہ دونوں پکارنے والوں میں کون زیادہ درست بات والا ہے: پریشانی میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے والا مشرک، یا پریشانی میں مُردوں سے مدد طلب کرنے والا قبرپرست ؟؟؟۔ ایسے زمانے (کے لوگوں) کی شکایت اللہ ہی سے ہے، جہاں جہالت کی آندھی چل رہی ہے، اور جس میں گمراہی کی لہریں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں، شریعت کی کشتی میں شگاف پڑ چکا ہے، غیر اللہ سے فریاد کو نجات کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے، عارفین کے لیے بھلائی کا حکم دینا دشوار ہو گیا ہے اور برائی سے روکنے کی راہ میں متعدد رکاوٹیں حائل ہیں۔"(۱)

علامہ محمد سلطان معصومی خجندی (متوفی ۱۳۷۹ھ-۱۹۵۹ء)-رحمہ اللہ- فرماتے ہیں: "یہ قبر پرست مردوں کے متعلق اپنے اعتقاد میں اس حد کو پہنچ گئے ہیں، جس تک مشرکین اپنے بتوں کے متعلق اعتقاد میں نہیں پہنچے تھے۔ کیوں کہ

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۰۵۹۔ دیکھیے: روح المعانی: ۱۶۶/۱۴۔

اہلِ جاہلیت کو جب کوئی تکلیف پہنچتی تھی، تو وہ صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں متعدد آیات میں اسے بیان کیا ہے۔ جب کہ مردوں میں اعتقاد رکھنے والوں کا معاملہ اس کے بر عکس ہے، کیوں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے، تو وہ مردوں سے مدد مانگتے ہیں، اُن کے لیے نذر مانتے ہیں، اور اس حالت میں صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔"[1]

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱/۱۸۶۔ دیکھیے: حکم اللہ الواحد الصمد: ۲۳۔

باب دوم: توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کے درمیان فرق

ایک مسلمان کو اللہ کی عبادت کو مشروع طریقے پر انجام دینے کے لیے توحید ربوبیت (اللہ کے افعال) اور توحید الوہیت (بندوں کے افعال) کے درمیان فرق کو جاننا ضروری ہے۔

پہلا مبحث : علماے احناف کے نزدیک توحید الوہیت کی اہمیت:

امام ابن ابی العز (متوفی ۷۹۲ھ-۱۳۹۰ء) فرماتے ہیں : جان لیجیے کہ توحید[توحید عبادت]:

پیغمبروں کی اولین دعوت ہے۔

ان کے بتائے ہوئے راستے کی پہلی منزل ہے۔

اور پہلا مقام ہے جسے اللہ کی جانب چلنے والا اختیار کرتا ہے ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، تو انھوں نے فرمایا :اے میری قوم !تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں۔“[الأعراف:۵۹]۔

ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

”تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں۔“ [الأعراف:۶۵]۔

صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

”تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں۔“ [الأعراف:۷۳]۔

شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

”تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں۔“ [الأعراف:۸۵]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔“ [النحل:۳۶]۔

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔“ [الأنبياء:۲۵]۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ صرف اللہ کے معبود برحق ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی نہ دے دیں۔“[صحيح بخاري: ۱/۱۷، صحيح مسلم: ۱/۵۳] (۱)

امام ابو سعود عمادی (۲) (متوفی ۹۸۲ھ-۱۵۷۴ء) فرماتے ہیں:”(وَمَآ أُمِرُوٓا)یعنی ان کافروں کو ان کی کتابوں میں صرف یہ حکم دیا گیا کہ (إِلاَّ لِيَعْبُدُوٓا إِلَهاً وَاحِداً)یعنی بلند شان والے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے احکامات کی پابندی کریں اور اس کے خلاف کسی اور کے حکم کی

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۲۲۔ دیکھیے: شرح الطحاوية: ۱۵-۱۷۔

(۲) ان کا نام محمد بن محمد ہے جو ایک عظیم ترک عالم دین، سلطنت عثمانیہ کے عہد کے ایک عظیم حنفی عالم، بڑے بڑے حکومتی عہدوں پر فائز اور ماتریدی منطقی و فلسفی تھے۔

اطاعت نہ کریں۔ اس لیے کہ اس سے اس کی عبادت میں خلل پڑتا ہے۔ کیوں کہ تمام آسمانی کتابیں اس پر مکمل متفق ہیں۔"[۱]

شیخ غلام [۲] (متوفی ۱۴۰۰ھ-۱۹۸۰ء) فرماتے ہیں:"یقینا یہود و نصاریٰ نے اپنے بزرگوں اور اماموں کو رب بنا لیا اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرنے لگے، جب کہ تورات و انجیل میں ان کو صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا تھا، کیوں کہ سارے عالم میں متصرف اور حاجات کو پورا کرنے والا وہی ہے، اور اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اس سے مشکلات کو دور کرنے اور منفعت کے حصول کے لیے فریاد کی جائے اور پکارا جائے۔"[۳]

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۲۶۔ دیکھیے: إرشاد العقل السليم: ۶۰/۴۔

(۲) شیخ القرآن غلام اللہ خان راولپنڈی، دیوبندی فرقے کے مشہور و معروف علما میں سے تھے۔ یہ قبر پرستوں پر بڑے سخت حملے کیا کرتے تھے۔ لیکن ان کے اندر نقشبندی صوفی مشائخ کی کئی بے بنیاد عقیدے بچے ہوئے تھے۔

(۳) جهود علماء الحنفية: ۱۲۶۔ دیکھیے: جواہر القرآن: ۴۳۵/۱-۴۳۶۔

انور شاہ کشمیری [۱](متوفی ۱۳۵۲ھ-۱۹۳۳ء) فرماتے ہیں:"کلمۂ اخلاص (لا الہ الا اللہ)شرک فی العبادۃ کے استیصال کے لیے ہے، اس کا مقصود شرک فی الذات کی نفی نہیں ہے، اور توحید عبادت ہی پر تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت مبنی ہے، کیوں کہ منکرین ربوبیت یعنی مشرکین فی الذات بہت کم تھے۔ لہٰذا اس کلمہ (لا الہ الا اللہ) سے مقصود ان لوگوں کا رد کرنا تھا جو عبادت میں شرک کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کا قول نقل فرمایا ہے:"(وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں۔"[الزمر:۳]یعنی اللہ کو تو واحد مانتے تھے، مگر ساتھ ہی یہ سمجھتے تھے کہ معبودان باطل کی عبادت سے اللہ کا تقرب حاصل ہوگا۔ اللہ کی پناہ۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے" :پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے۔"[العنکبوت:۶۵]مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"یہ وہ (لوگ)ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں تو یہ تکبر

---

(۱) انور شاہ بن معظم شاہ ایک محدث وفقیہ تھے۔ اہل دیوبند کے یہاں انھیں امام العصر کے لقب سے جانا جاتا ہے۔ جب کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک وہ مسلکا حنفی اور عقیدہ میں ماتریدی نقشبندی تھے۔

کرتے تھے۔“ [الصافات: ۳۵]اللہ تعالیٰ نے "یجحدون" کی بجائے "یستکبرون" کہا۔ معلوم ہوا کہ وہ اس کلمہ کا سرے سے انکار نہیں کرتے تھے، کیوں کہ استکبار علم کے بعد ہوتا ہے۔ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ سب سے پہلے جسے کفر کی تردید کے لیے بھیجا گیا وہ نوح علیہ السلام تھے۔ ان سے پہلے ایمان کے سوا کچھ نہیں تھا۔ پھر ان کے بعد ابراہیم علیہ السلام آئے اور قوم نمرود کا سامنا کیا، جو عبادت میں شرک کرنے والے تھے۔ آپ علیہ السلام نے نہایت فصیح و بلیغ انداز میں تفصیلی طور پر ان کا رد کیا۔ لہٰذا اس بنیاد پر ملتِ ابراہیمی عبادت میں شرک کا خاتمہ ہے۔“(۱)

دوسرا مبحث: قبر پرستوں کا یہ عقیدہ کہ توحید الوہیت اور توحید ربوبیت دونوں بیک وقت ایک ہی ہیں

قبر پرستی کے حامیوں کا دعوی ہے کہ توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ الوہیت ایک ہی ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ دراصل اس توحید کی حقیقت سے صریح جہالت ہے، جو انبیاور سل علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے اور وہ توحید الوہیت ہے۔

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۳۴۔ دیکھیے: فیض الباری: ۱/۱۰۴۔

قبرپرستوں کے اقوال میں سے ہے کہ :رب اور اللہ دونوں کے معنی ایک ہیں اور اللہ ہی رب ہے۔

قبر پرستی کے داعیان میں سے جن لوگوں نے اس شبہ کو پیش کیاہے، ان میں سے چند کے اقوال ملاحظہ ہوں[۱]:

ابن جرجیس [۲] (متوفی۱۲۹۹ھ-۱۸۸۲ء) کہتا ہے:"رب اور اللہ دونوں کا معنی اور مفاد ایک ہے۔"نیز اس کا کہنا ہے:" اللہ اور رب ایک ہے۔"اور" اللہ ہی رب ہے۔"[۳]

دحلان (۱۳۰۴ھ-۱۸۸۷ء)نے علماے توحید پر حملہ کرتے ہوئے کہا ہے:"جہاں تک ان کے توحید کی دو قسمیں بنانے کی بات ہے:توحید ربوبیت اور توحید الوہیت،تویہ باطل ہے، کیوں کہ توحید ربوبیت ہی توحید الوہیت ہے۔"

---

(۱) دیکھیے: کتاب جهود علماء الحنفية: ۱۷۷۔

(۲) داود بن سلیمان حنفی عراق کے قبرپرستوں کاایک امام۔اس نے خود کو شرک، بت پرستی اور قبر پرستی کی ترویج کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

(۳) دیکھیے: جهود علماء الحنفية: ۱۸۰. نیز دیکھیے: صلح الأخوان : ۱۲۷، ۱۲۴۔ اور سعادة الدارين : ۲۳/۲۔

اس نے یہ بھی کہا :"یہ کہتے ہیں کہ توحید کی دو قسمیں ہیں : توحید ربوبیت اور توحید الوہیت۔ اس کے ذریعہ وہ مسلمانوں کی تکفیر تک پہنچ گئے ۔" (۱)

قضاعی (۲) (متوفی۱۳۳۶ھ-۱۹۱۸ء) کا قول ہے:"توحید ربوبیت اور توحید الوہیت لازم و ملزوم ہیں،وجود اور اعتقاد میں دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے۔"

اس نے یہ بھی کہا :"لا اِلٰہ اِلا اللہ"کہنے والا توحیدِ الوہیت اور توحید ِربوبیت دونوں کو تسلیم کرتا ہے ۔"(۳)

---

(۱) دیکھیے : جھود علماء الحنفیة : ۱۸۱۔ اور : الدرر السنیة : ۴۰، ۴۱۔

(۲) اس کا نام سلامۃ عزامی ہے اس کا شمار قبر پرستوں کے بڑے علما میں ہوتا ہے۔ اس نے بت پرستی کی کھلی دعوت دی۔

(۳) جھود علماء الحنفیة : ۱۸۵۔ مزید دیکھیے : البراہین الساطعة : ۳۷۵۔

دجوی (متوفی ۱۳۶۵ھ-۱۹۴۶ء) کہتا ہے: ”توحید الوہیت اور توحید ربوبیت:.. ان دونوں کے درمیان کس نے فرق کیا؟ اس فرق کو پیش کرنے والا ابن تیمیہ ہے۔“ (۱)

تیسرا مبحث :توحیدِ الوہیت اور ربوبیت کے اتحاد کے دعوے داروں پر علمائے احناف کا رد

علمائے احناف نے اس لا علمی وجہالت کا جواب دیا اور توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ الوہیت یاتوحیدِ عبادت کے درمیان وسیع فرق کو واضح کیاہے۔ اس بابت چند علمائے احناف کے اقوال ملاحظہ ہوں:

امام طحاوی(متوفی:۳۲۱ھ-۹۳۳ء)احناف کے ائمہ ثلاثہ: امام ابو حنیفہ (۱۵۰ھ-۷۶۷ء)، امام ابویوسف(متوفی ۱۸۲ھ-۷۹۸ء)اور محمد بن حسن شیبانی (متوفی۱۸۹ھ-۸۰۵ء)رحمہم اللہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے توحید کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:”اللہ کی توفیق کے ساتھ ہم توحید باری سے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہتے: اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی مثل

(۱) جہود علماء الحنفیۃ: ۱۸۲۔ دیکھیے: مقالات الدجوی: ۲۴۸/۱۔ التوسل از ابن مرزوق: ۹۷۔

کوئی چیز نہیں، کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی اور اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔"(۱)

ان ائمہ کے کلام پر غور کریں -اللہ آپ پر رحم کرے- ان کے اس قول کہ:" اللہ ایک ہے،اس کا کوئی شریک نہیں "سے اجمالی توحید کا اثبات اور شرک کی نفی ہوتی ہے۔ ان کے اس قول کہ:"اس کی مثل کوئی چیز نہیں "سے توحید اسما و صفات کا اثبات ہوتا ہے۔ جب کہ ان کے قول:"کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی "سے توحید ربوبیت کا اثبات ہوتا ہے اور ان کے قول:"اس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں"سے توحید الوہیت کا اثبات ہوتا ہے۔ (۲)

امام ابن ابی العز (متوفی ۷۹۲ھ-۱۳۹۰ء)-رحمہ اللہ- آخری جملہ کی شرح میں، یہ تحقیق فرماتے ہوئے کہ یہ توحیدِ عبادت ہے، کہتے ہیں:" طحاوی کا قول:

(۱) جهود علماء الحنفية: ۲۱۹۔ دیکھیے: عقيدة الطحاوية: ۱۷، النور اللامع: ۱۸. شرح ابن ابی العز: ۱۵، ۴۲، ۵۲۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۱۶۴۸۔

"ولا الہ غیرہ" (اس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں)یہی وہ کلمۂ توحید ہے جس کی دعوت تمام انبیا و رسل علیہم الصلاۃ والسلام نے دی تھی۔"[۱]

ابو منصور ماتریدی(متوفی۳۳۳ھ-۹۴۵ء)ارشاد باری تعالیٰ:"تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں"۔ [الأعراف:۵۹] کی تفسیر میں کہتے ہیں:"یعنی اللہ کے علاوہ کوئی ایسا معبود نہیں، جس کی الوہیت اور ربوبیت دلیلوں، حجتوں اور براہین سے ثابت ہوتی ہو"۔[۲] ناصری(متوفی ۶۵۲ھ-۱۲۵۴ء)[۳] نے ان کی اس بات کو نقل کیا ہے اور اس سے اتفاق کیا ہے۔

محل استشہاد :ماتریدی اور ناصری دونوں کا شمار احناف کے کبار علما میں ہوتا ہے اور دونوں نے توحید الوہیت اور ربوبیت کا صراحتاً ذکر کیا ہے اور

(۱) جهود علماء الحنفية: ۲۲۰۔ دیکھیے: شرح الطحاوية: ۵۵۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۲۲۱. دیکھیے: تأويلات الماتريدي تفسير سورۃ الأعراف آیۃ ۵۹۔

(۳) جهود علماء الحنفية: ۲۲۱. دیکھیے: النور اللامع: ۱۹۔

دوسرے کو پہلے پر عطف کیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ربوبیت، الوہیت سے الگ ہے اوروہ دونوں ایک ہی چیز نہیں ہیں۔ (۱)

شیخ محمود شکری آلوسی (متوفی ۱۳۴۲ھ-۱۹۲۴ء) فرماتے ہیں: ”توحید ربوبیت کا اقرار تمام کفار نے کیا ہے، ثَنَوِیَّہ اور مجوسیوں کے علاوہ کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی ہے۔ ان دونوں کے علاوہ تمام کافر ومشرک فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ سارے جہاں کا خالق، رازق، مدبر، نفع و نقصان کا مالک اور پناہ دینے والا صرف اللہ واحد ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خالق، رازق، مدبر، نفع و نقصان کا مالک اور پناہ دینے والا نہیں ہے، جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

” اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے؟ تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ“۔[لقمان:۲۵]۔

جب آپ نے اسے جان لیا، تو آپ کے لیے یہ بات واضح ہوگئی کہ اہلِ توحید اور مشرکین کے درمیان جنگ صرف الوہیت میں ہے اور اول سے آخر

---

(۱) جہود علماء الحنفیۃ: ۱۶۴۸۔

تک تمام رسولوں نے لوگوں کو اللہ کی توحید اور اس کی عبادت کی دعوت دی۔“ (۱)

چوتھا مبحث: کلمۂ توحید 'لا إله إلا الله' کفر اور اسلام کے درمیان حدِ فاصل ہے

علامہ خجندی (۲) (متوفی ۱۳۷۹ھ-۱۹۵۹ء) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”آپ جان لیں کہ کلمۂ توحید "لا إله إلا الله "کفر اور اسلام کے درمیان حد فاصل ہے۔ لہٰذا جس شخص نے اسے اس کے معنی کو جانتے ہوئے اور اس کا عقیدہ رکھتے ہوے ادا کیا، وہ اسلام میں داخل ہوا اور دارالسلام "جنت" والوں میں سے ہو گیا۔ البتہ جو یہ کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں، یا اللہ کے سوا کوئی رازق نہیں، یا اللہ کے سوا کوئی رب نہیں، یا اللہ کے سوا کوئی وجود نہیں یا اسی جیسے دیگر الفاظ، پھر وہ

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ٥٣٦۔ دیکھیے: فتح المنان ۴۹۴۔

(۲) خجندی سے یہاں مراد: علامہ محمد سلطان بن اورونا معصومی خجندی ہیں، ان کا شمار احناف کے کبار علما میں ہوتا ہے۔ نقلی اور عقلی علوم میں علامہ تھے۔ بعد میں حدیث سے لگاؤ ہوا۔ روس کی دین دشمنی سے تنگ آکر اپنے دین کو بچانے کے لیے ماوراء النھر کے علاقے سے حرمین کی جانب ہجرت کرلی۔ انھوں نے کئی کتابیں لکھیں، جن میں سے ایک کا نام "حكم الله الواحد الصمد في حكم الطالب من الميت المدد" ہے۔

نہ تو مسلمان ہے اور نہ اہلِ جنت میں سے ہے۔ یہ الفاظ اگرچہ سچے ہیں[۱]، لیکن انھیں تو مادہ پرست دہریوں کے سوا مشرکین، مجوس، نصاریٰ اور یہود وغیرہ سارے لوگ کہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن اس کی گواہی دیتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا، نفع بخش ذکر" لا اِلہ اِلا اللہ "ہے۔"لا اِلہ اِلا اللہ "کلمۂ اخلاص ہے جو شرک کے منافی ہے۔ اور یہ کلمۂ تقویٰ بھی ہے، جو اپنے اقرار کرنے والے کو اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے بچاتا ہے۔"[۲]

علامہ قاری[۳] (متوفی ۱۰۱۴ھ-۱۶۰۵ء)-رحمہ اللہ- اس بات کو ثابت کرتے ہوئے کہ

کلمۂ اسلام "لا اِلہ اِلا اللہ"ہی ہے، اس کے علاوہ کوئی اور کلمہ نہیں، کہتے ہیں:"انبیا علیہم السلام توحید کی وضاحت کے لیے آئے تھے۔ لہٰذا سب

---

(۱) سوائے "لا موجود إلا اللہ "کے، کیوں کہ یہ حلول واتحاد جیسے کفریہ عقیدے کی ترجمانی کرتا ہے۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۱۴۳۔ دیکھیے: مفتاح الجنتہ: ۴۰،۴۱، ۶۲۔

(۳) علامہ علی بن سلطان محمد ابو الحسن ہروی مکی کا شمار احناف کے کبار علما میں سے ہوتا ہے، جو حدیث اور فقہ کے اچھے عالم تھے۔

نے اسی کلمہ "لا اِلٰہ اِلا اللہ" کی دعوت دی اوراسی کے اثبات کے لیے دلائل پیش کیے۔ انہیں یہ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو یہ کہنے کا حکم دیں کہ: "اللہ موجود ہے"، بلکہ ان کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ یہ دراصل ان کی اقوام کے اس وہم و گمان کا رد تھا، جو کہا کرتے تھے:"یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔"[یونس:۱۸]اور"ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں۔" [الزمر:۳][1]۔

(۱) جہود علماء الحنفیۃ: ۱۴۷۔ دیکھیے: منح الأزہر: ۷۔

تیسرا باب :فوت شدگان سے فریاد رسی کرنے میں قبرپرستوں کا انحراف اور ان پر رد۔

قبرپرستوں کا خیال ہے کہ مشکلات کو دور کرنے اور منافع کو حاصل کرنے کے لیے فوت شدگان سے استغاثہ ضروری ہے۔ اس چیز کو ثابت کرنے کے لیے ان کے نام نہاد علما نے اس موضوع پر بہت ساری کتابیں لکھی ہیں، جن میں چند یہ ہیں:

مصباح الظلام في المستغيثين بخير الأنام في اليقظة والمنام۔

شواهد الحق في الاستغاثة بسيد الخلق۔

أنوار الانتباه بحل النداء بيا رسول الله۔

بركات الاستمداد۔

تحريض الأغبياء في الاستغاثة بالأنبياء والأولياء۔

نفحات القرب والاتصال بإثبات التصرف للأولياء بعد الانتقال۔

✽✽✽

قبر پرستوں کی فوت شدہ لوگوں سے سے فریاد طلبی کی کچھ مثالیں:

پہلی مثال :احمد رضا خان افغانی (متوفی ۱۳۴۰ھ-۱۹۲۲ء)جسے عبدالمصطفی کے لقب سے جانا جاتا ہے، نے لکھا ہے:"سید الطائفہ جنید بغدادی (متوفی۲۹۸ھ-۹۱۱ء)دجلہ پر تشریف لائے اور' یا اللہ 'کہتے ہوئے اس پر زمین کی طرح چلنا شروع کردیا۔ بعد میں ایک شخص آیا۔ اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے جنید بغدادی کو جاتے دیکھا تو عرض کیا :میں بھی اس کو پار کرنا چاہتاہوں۔ میں کس طرح آؤں؟ فرمایا :یا جنید! یا جنید !کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا تو شیطانِ لعین نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا تو اس نے" یا اللہ،یا اللہ "کہنا شروع کیا تو ڈوبنے لگا۔ پھر وہ چیخ اٹھا اور جنید کو پکارنے لگا۔ کہنے لگا" :حضرت !میں ڈوب گیا"، فرمایا" :یا جنید یا جنید کہہ"۔ دوبارہ" یا جنید یا جنید "کہنے لگا اور ڈوبنے سے بچ گیا اور ساحل تک پہنچ گیا۔ پھر اس نے جنید سے کہا :اس کا راز کیا ہے کہ آپ" یا اللہ "کہیں تو پارہو جائیں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں؟ فرمایا :اے نادان !

ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اور اللہ تک ڈائرکٹ رسائی کی طمع رکھتا ہے !اللہ اکبر!"۔[۱]

دوسری مثال : یہاں ایک واقعہ درج کر رہا ہوں، جس سے نبہانی(متوفی ۱۳۵۰ھ-۱۹۳۱ء)نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے:"میرے آقا محمد حنفی[۲] نے اپنا سجادہ سمندر پر بچھایا اور اپنے مرید سے کہا:"یا حنفی" کہو اور چلنے لگو۔ چنانچہ مرید آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اچانک اس کے ذہن میں آیا کہ میں "یا حنفی "کی بجائے" یا اللہ "کیوں نہ کہوں؟ چنانچہ جیسے ہی" یا اللہ "کہا ڈوبنے لگا۔ یہ دیکھ شیخ نے اس کا ہاتھ تھاما اور اس سے فرمایا :تم حنفی ہو اس بات کو تو تم جانتے ہو، لیکن کیا تم اللہ کو جانتے ہو؟ جب تم اللہ کو جاننے لگو تو اس وقت" یا اللہ "کہنا۔ ان کا اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ وسیلہ لوگوں کے لیے ضروری ہے۔"[۳]

---

(۱) جہود علماء الحنفیۃ : ۱۰۵۷، نیز دیکھیے : الملفوظات : ۱/۱۳۱۔

(۲) محمد حنفی کا لقب شمس الدین ہے اور 'سلطان' سے مشہور ہیں۔۔ ان کی وفات (۸۴۷ھ -۱۴۴۳ء) میں ہوئی۔لوگوں نے انھیں غوث اور قطب کا درجہ دے رکھا ہے۔

(۳) جہود علماء الحنفیۃ : ۱۰۵۸۔ دیکھیے : شواہد الحق : ۴۴۷۔ لمع برق المقامات العوال فی زیارۃ سیدی حسن الراعی وولدہ عبدالعال از مصطفیٰ کمال الدین بن عمر البکری.

تیسری مثال :امام آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ-۱۸۵۴ء)اس آیت کریمہ: {اور جہاں اس نے وہ مصیبت تم سے دفع کر دی تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتے ہیں}[النحل:۵۴]کی تفسیر میں لکھتے ہیں:''یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آج کل بہت سے لوگوں کا مصیبت کے وقت اللہ کو پکارنے سے گریز کرنا اور ایسے لوگوں کو پکارنا، جو ان کے تو کجا خود اپنے بھی نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں، ایک بہت بڑی بے وقوفی اور ایک نئی گمراہی ہے، جو قدیم گمراہی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ نیز ان چیزوں میں سے جن سے آخرت پر ایمان رکھنے والوں کے تو کیا بلکہ خندقوں والے کافروں کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور ان کے چہرے بے رونق ہو جائیں، یہ ہے کہ بچپن میں مجھ سے بعض مشائخ نے کہا تھا: جب تمھیں کوئی تکلیف پہنچے، تو تم ہرگز اللہ تعالیٰ سے مدد طلب نہ کرنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمھاری جلد مدد نہیں کرے گا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو تمھارے برے حال کی فکر ہوتی ہے۔ تم گزرے ہوئے اولیا سے مدد مانگنا، کیونکہ وہ تمہاری تکلیف دور کرنے میں جلدی کریں گے اور تمہارے برے حال کی انھیں فکر ہوتی ہے۔ ان کی اس بات کو میرے کانوں نے میرے ارادے نے اور

میرے آنسوؤں نے ٹھکرا دیا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھے اور تمام مسلمانوں کو اس طرح کی کھلی گمراہی سے محفوظ رکھے"۔[۱]

چوتھی مثال :اسے نابلسی حنفی[۲] (متوفی ۱۱۴۳ھ-۱۷۳۱ء)نے پیش کیا ہے اور اس سے استدلال کیا ہے:"معروف کرخی[۳] اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے: جب تمھیں اللہ تعالیٰ سے کوئی ضرورت ہو، تو اللہ تعالیٰ کو میری قسم دو اور خود اللہ کو اس کی قسم نہ دو۔ ان سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں؟ تو انھوں نے جواب دیا: یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتے ہیں، لہٰذا اللہ نے ان کی دعا قبول نہیں کی۔ اگر وہ اللہ کو جانتے،تو وہ ان کی دعا ضرور قبول کرتا۔"[۴]

پہلا مبحث :قرآنی آیات سے دلیل پکڑتے ہوئے قبر پرستوں کا رد

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۰۵۹۔ دیکھیے: روح المعانی: ۱۶۶/۱۴۔

(۲) یہ عبد الغنی بن اسماعیل بن عبد الغنی فلسطینی ہے۔اس کا شمار بڑے قبوری صوفیہ میں ہے۔

(۳) یہ: ابو محفوظ معروف بن فیروز بغدادی ہیں۔ صوفیہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ سنہ (۲۰۰ھ۔۸۱۶ء) میں وفات پائی۔

(۴) جهود علماء الحنفية: ۱۰۶۳۔ دیکھیے: کشف النور: ۲۰۔

علماے احناف (۱) نے قرآن مجید کی بہت سی آیات اور بہت سی احادیث رسول ﷺ سے قبر پرستی کا رد کیا ہے۔ یہاں قرآن کی کچھ آیتیں ملاحظہ ہوں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ “[الفاتحۃ:۵]۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔“ [البقرۃ:۱۸۶]۔

(۱) دیکھیے: شرح الطحاویہ از امام ابو العز، حجۃ اللہ البالغۃ، از امام ولی اللہ الدہلوی، سیف اللہ از امام صنع اللہ حلبی، البلاغ المبین از امام محمود نعمان آلوسی، غایۃ الامانی از شکری الوسی، حکم اللہ الواحد الصمد از خجندی، مقدمۃ جواہر القرآن از غلام اللہ وغیرہ حنفی علماء کی کتابیں۔

مزید ارشادباری تعالیٰ ہے:

”اور تمھارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمھاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ عن قریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔“[غافر:٦٠]

مزید ارشاد ہے:

” جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔ بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔“[المؤمنون:۱۱۷]۔

اللہ تعالی نے ان لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے، جو اس کے علاوہ اوروں کو پکارتے ہیں :

”اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض)سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمھارے اس شرک کا صاف انکار کرجائیں گے۔ آپ کو کوئی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔“[فاطر:۱۴]۔

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کی ہیں، پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔''[الجن:۱۸]۔

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

'' پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار کہ تو بھی سزا کے قابل بن جائے۔''[الشعراء:۲۱۳]۔

نیز ارشادالٰہی ہے:

''اسی کو پکارنا حق ہے۔ جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں، وہ ان کی پکار کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے، حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں، ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔''[الرعد:۱۴]۔

دوسرا مبحث :احادیث مبارکہ سے دلیل پکڑتے ہوئے قبرپرستی کا رد

وہ احادیث مبارکہ جو صرف اللہ سے دعا کرنے کی تاکید کرتی ہیں، ان کے توسط سے بھی علمائے احناف نے قبر پرستی کا رد کیا ہے۔ اس طرح کی کچھ حدیثیں ملاحظہ ہوں:

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:"دعا ہی عبادت ہے۔"[(۱)]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"ہمارارب تبارک وتعالیٰ ہر رات جب کہ رات کا آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے :کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں؟"[(۲)]۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ ! اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا:" تو کسی کو اللہ جیسا سمجھ کر پکارے حالانکہ اس(اللہ)نے تجھے پیدا کیا ہے۔"[(۳)]

---

(۱) سنن ابو داود : ۱۶۱\۲۔ سنن ترمذی : ۲۱۱/۵۔ اور سنن ابن ماجۃ : ۱۲۵۸/۲۔

(۲) صحیح بخاری : ۳۸۴/۱اور صحیح مسلم : ۵۲۱/۱۔

(۳) صحیح بخاری : ۲۵۱۷/۶اور صحیح مسلم : ۹۱/۱۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور عاجز نہ بنو۔“(۱)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں :میں ایک دن اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ اسی درمیان آپ نے فرمایا:”اے لڑکے! میں تمھیں کچھ باتیں سکھاتا ہوں: اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کرو، اللہ تمھاری حفاظت کرے گا۔ تم اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھو، اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ جب مانگو، تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرو، تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔“ علمائے احناف نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے قبر پرستوں کے عقیدے اور ان کے غیر اللہ سے فریاد کرنے کا رد کیا ہے۔(۲)

جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:”آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : میں اس اللہ کا

---

(۱) صحیح مسلم : ۲۰۵۲/۴۔

(۲) جہود علماء الحنفیۃ : ۱۱۰۷-۱۱۱۵، مزید دیکھیے : روح المعانی : ۱۲۸/۶، فتح المنان : ۳۷۴۔ غایۃ الأمانی : ۲۹۹/۲، حکم اللہ الواحد الصمد : ۲۸، مفتاح الجنتہ : ۴۶، تنشیط الأذہان : ۴۳، التبیان : ۱۲۶۔

رسول ہوں کہ اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچے اور تم اسے پکارو تو وہ تمھاری تکلیف کو دور کردے گا،اور اگر تم پر کوئی قحط سالی آجائے اور تم اسے پکارو تو وہ تمھارے لیے سبزہ (غلہ وغیرہ)اگادے گا۔"[۱]

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک تمھارا رب حیا والا اور سخی ہے۔ وہ اپنے بندے کے اپنی بارگاہ میں اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے حیا کرتا ہے۔"[۲]

تیسرا مبحث: علماے احناف کا قبر پرستوں کے فوت شدگان سے استغاثہ کا رد

ان قرآنی آیات اور احادیث رسول کے ساتھ ساتھ علماے احناف نے اپنے اقوال کے ذریعے بھی قبر پرستی کے حامیوں کا رد کیا ہے۔ اس طرح کے کچھ علما یہ ہیں:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی۱۵۰ھ-۷۶۷ء)فرماتے ہیں:"کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات کے علاوہ کسی اور کا

(۱) سنن ابو داود: ۳۴۴/۴۔

(۲) سنن ابو داود: ۱۵۶/۲۔

واسطہ دے کر پکارے۔ میں اس بات کو بھی حرام جانتا ہوں کہ کوئی کہے : اے اللہ !میں تجھ سے تیرے عرش کی عزت کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں۔ اسی طرح میں اس بات کو بھی حرام جانتا ہوں کہ کوئی کہے :اے پروردگار ! میں تجھ سے تیرے نبیوں اور رسولوں کے حق اور تیرے مقدس گھر کے حق کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں۔"[۱]

امام قدوری [۲] (متوفی۴۲۸ھ-۱۰۳۷ء)نے مذکورہ عبارت کو امام بشر بن ولید(متوفی۲۳۸ھ-۸۵۲ء)سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے ابو یوسف (متوفی۱۸۲ھ-۷۹۸ء)کو کہتے سنا: امام ابو حنیفہ نے فرمایا:"کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے علاوہ کسی اور کا واسطہ دے کر

(۱) جھود علماء الحنفیۃ : ۱۱۲۳۔ دیکھیے : زیارۃ القبور : ۴۷۔ جلاء العینین از علامہ نعمان آلوسی : ۴۵۲۔ غایۃ الأمانی : ۶۵/۲۔ فتح المنان : ۴۱۰. صیانۃ الانسان از علامۃ سہسوانی : ۲۱۱۔ البصائر از فنجفیری : ۱۱۷۔ الکواکب الدریۃ از رباطی : ۱۲۶۔

(۲) ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد بغدادی، فقہ حنفی کی مشہور کتاب 'المختصر' کے مؤلف ہیں۔ان کا شمار کبار ائمۂ احناف میں ہوتا ہے۔

پکارے...''، انہوں نے اس عبارت کو مکمل طور پر اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے، جس میں انھوں نے مختصر امام کرخی (۳۴۰ھ-۹۵۱ء)[۱] کی شرح کی ہے۔

پھر مختصر امام کرخی پر امام قدوری کی تحریر کردہ شرح سے اسے بہت سے بڑے بڑے حنفی علما نے نقل کیا ہے اور اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ قبوریوں کا مصیبت کے وقت مردوں سے فریاد کرنے کے جواز کا عقیدہ باطل ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ قبوری لوگ اللہ کی شریعت کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ عقیدے کے باب میں اس امت کے ائمہ اور بطور خاص ائمہ احناف کے بھی مخالف ہیں۔ اس قول کے ذریعے انھوں نے غیر اللہ سے فریاد کے سلسلے میں قبوریوں کے تمام شکوک وشبہات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور غیر مشروع توسل کے سلسلے میں ان کے تمام دعووں کو جڑ سے مٹا دیا۔[۲]

---

(۱) جهود علماء الحنفية : ۱۱۲۴۔ دیکھیے: تاج التراجم : ۳۹۔ طبقات الفقهاء : ٦٠۔ کشف الظنون : ۱۶۳۴/۲۔ إسماء الكتب از عبد اللطیف : ۲٦٧۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۱۱۲۴۔ دیکھیے: زيارة القبور از إمام البركوي: ۴۷۔

امام حصکفی [1] (متوفی ۱۰۸۸ھ-۱۶۷۷ء) نے امام ابو حنیفہ کے اس قول کو دوسرے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے، جسے امام ابویوسف نے ان سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: "کسی شخص کے لیے یہ بات مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے علاوہ کسی اور کا واسطہ دے کر پکارے۔ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے جس طریقے کو اپنانے کی اجازت ہے اور جس کا حکم دیا گیا ہے: وہ اللہ تعالی کے اس فرمان سے مستفاد ہے: (وَلِلَّهِ الأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا) "اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، لہٰذا اس کو انھیں ناموں سے پکارو!" [الأعراف:۱۸۰]۔ انھوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ دعا کرنے والا اس طرح کہے: "اے پروردگار! میں تجھ سے تیرے انبیا ورسل علیہم السلام اور تیرے اولیاکے حق، یا بیت الحرام کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔"[2]

(۱) یہ علاء الدین محمد بن علی بن عبد الرحمٰن دمشقی حصنی ہیں ان کا شمار احناف کے کبار علما میں ہوتا ہے۔

(۲) جہود علماء الحنفیۃ: ۱۱۲۵۔ دیکھیے: : تنویر الأبصار از تمرتاشی کی شرح درمختار از حصکفی: ۲۵۴/۵۔

امام ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ-۱۸۳۶ء) امام ابو حنیفہ کی عبارت "إلا به" (مگر اسی سے) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں : یعنی اس کی ذات، اس کے صفات اور اس کے اسما سے۔ (۱)

علامہ رستمی نے ابن عابدین کی پیروی کی ہے۔ چنانچہ انھوں نے ان کے قول کو نقل کیا اور اس کی توثیق کی، پھر انہوں نے عام قبوریوں اور خاص طور پر حنفی قبوریوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: "امام ابو حنیفہ کے اس قول سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دعاؤں میں صرف اللہ کے اسما و صفات کا وسیلہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔" (۲)

امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں: "اللہ تعالی لوگوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے، ضرورتیں پوری کرتا ہے، تمام چیزوں کا مالک ہے، اس کا مالک کوئی نہیں ہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی کوئی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ جو شخص

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۱۲۶۔ دیکھیے: رد المحتار علی الدر المختارت، حاشیۃ ابن عابدین۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۱۱۲۶۔ دیکھیے: التبیان: ۱۷۲۔

پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ سے بے نیاز ہو گیا، اس نے کفر کیا اور ہلاک شد گان میں سے ہو گیا۔"(۱)

اور مفسر امام محمود آلوسی کہتے ہیں: "اس سلسلے میں پختہ بات یہ ہے کہ کسی مخلوق سے فریاد کرنا اور اسے اس معنی میں وسیلہ بنانا کہ اس سے دعا کرنے کو کہا جائے، اس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے، بشرطیکہ جس سے درخواست کی جائے وہ زندہ ہو، لیکن اگر وہ فوت ہو چکا ہو یا وہاں موجود نہ ہو، تو کسی عالم کو اس میں کوئی شبہ نہیں ہو گا کہ یہ جائز نہیں ہے، اور وہ ان بدعات میں سے ہے، جنھیں کسی سلف نے نہیں کیا ہے۔ نیز کسی صحابی سے یہ منقول نہیں ہے - حالاں کہ وہ ہر بھلائی کے سب سے زیادہ حریص تھے-کہ اس نے کسی میت سے کوئی چیز طلب کی ہو۔"(۲)

امام فتنی (متوفی ۹۸۶ھ-۱۵۷۸ء) نے، جو ایک بڑے حنفی عالم تھے، قبر پرستوں کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے: "بعض لوگ انبیا وصالحین کی قبروں کی زیارت اس لیے کرتے ہیں، تاکہ ان کی قبروں کے پاس نماز ادا کریں،

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۱۳۰۔ دیکھیے: العقیدۃ الطحاوی شرح الالبانی: ۵۶۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۱۱۳۴۔ دیکھیے: روح المعانی: ۱۲۵/۶۔

دعائیں کریں اور ان سے ضرورت کی چیزیں مانگیں۔ یہ تمام اعمال ناجائز ہیں کیوں کہ یہ تمام اعمال عبادت ہیں اور یقیناً عبادت، حاجتیں مانگنا اور مدد چاہنا یہ صرف اللہ کا حق ہے۔"[1] امام برکوی (متوفی ۹۸۱ھ-۱۵۷۳ء)، امام احمد رومی (متوفی ۱۰۴۳ھ-۱۶۳۳ء) اور علامہ خجندی (متوفی ۱۳۹۷ھ-۱۹۷۷ء) نے بھی قبر پرستی اور قبر میں مدفون لوگوں سے مدد مانگنے کا بڑے زور دار انداز میں رد کیا ہے۔ یہاں برکوی کے الفاظ نقل کیے جاتے ہیں: "جہاں تک بدعی زیارت کا تعلق ہے: جیسے کہ قبروں کی زیارت ان کے پاس نماز پڑھنے، ان کا طواف کرنے، انھیں چومنے، انھیں چھونے، ان کی مٹی سے گالوں کو خاک آلود کرنے، ان کی مٹی لینے، اہلِ قبور کو پکارنے اور ان سے مدد، رزق، عافیت، اولاد، قرضوں کی ادائیگی، پریشانیوں کو دور کرنے، مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرنے اور ان کے علاوہ دیگر حاجات کا سوال کرنے کے لیے، جو بت پرست اپنے بتوں سے مانگا کرتے تھے۔ تو ان میں سے کوئی بھی ائمہ دین کے اتفاق رائے سے جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ سارے کام نہ اللہ کے رسول ﷺ نے کیے ہیں،

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۱۳۶۔ مجمع بحار الانوار: ۲/۲۴۴۔

اور نہ ہی صحابہ، تابعین اور دیگر ائمہ دین میں سے کسی نے کیے ہیں۔ بلکہ اس بدعی اور شرکیہ زیارت کی اصل بت پرستوں سے لی گئی ہے۔" (۱)

مولانا ابو الحسن علی ندوی (۲) (متوفی ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء) اس پس منظر میں کہ قبر میں مدفون لوگوں سے مدد طلب کرنے اور انھیں پکارنے کا شرک مسلم معاشرے میں عام ہو چکا ہے، فرماتے ہیں: "لوگوں میں شرک اور جہالت کے فتنے کا پھیلنا: اس بات کو بخوبی جان لیجیے کہ اس زمانہ میں شرک لوگوں میں بہت پھیل چکا ہے اور توحید اجنبی ہو چکی ہے۔"

شرک کے مظاہر:

آج (توحید سے بے خبر) اکثر لوگ پیروں، پیغمبروں، اماموں، شہیدوں، فرشتوں اور جنیوں سے مشکل کے وقت فریاد کرتے ہیں، ان کا نام لے لے

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۱۳۹. دیکھیے: زيارة القبور: ۲۸، مجالس الأبرار: ۱۲۶، خزينة الأسرار، ونفائس الأزهار: ۱۵۷-۱۵۸، حكم الله الواحد الصمد: ۲۵-۲۶.

(۲) ان کا پورا نام علامہ علی بن عبد الحہ حسینی ندوی ہے۔ قبوریوں سے بر سر پیکار رہے۔ اہل بدعت کے مختلف گروہوں کو ذلیل وخوار کیا، لوگوں کو خوب فیض یاب کیا۔ لیکن ماتریدیت، نقشبندیت اور دیوبندیت سے متاثر تھے۔

کر ان کو پکارتے ہیں، ان کے سامنے آہ وزاری کرتے ہیں، انہیں سے حاجات کے پورا کرنے اور مرادیں بر لانے کے لیے سوال کرتے ہیں۔ [۱]

علامہ محمود شکری آلوسی (متوفی ۱۳۴۲ھ- ۱۹۲۴ء) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"شرعاً، فطرتاً اور عقلاً یہ محال ہے کہ یہ کامل و پاک شریعت مشکلات و پریشانیوں کے وقت مردوں اور غائبین سے دعا اور مدد طلب کرنے کو مباح کہے۔ جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں : "اے مسیح کی والدہ!اللہ کے یہاں ہماری سفارش کردے"،یا "اے عیسی !مجھے فلاں چیز عطا فرما"، یا "میرا فلاں کام بنا دے"۔ بالکل اسی طرح قبر پرست لوگ اے علی، اے حسین، اے عباس، اے عبد القادر، اے عیدروس، اے بدوی، اے فلاں وغیرہ جیسے ایسے الفاظ کہتے ہیں، جو کسی کو اللہ کے ہم سر قرار دینے اور اسے اللہ کے برابر جاننے کا معنی دیتے ہیں۔ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی اورنہ کوئی رسالت اسے مباح ٹھہراتی ہے۔ بلکہ یہ شرک کے ایسے مظاہر ہیں، جو انسان کو ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں لے جانے والے عزیز وغفار(اللہ) کی ناراضگی کا باعث ہیں۔" [۲]

---

(۱) جهود علماء الحنفية : ۳۶۵۔ دیکھیے : رسالة التوحيد للندوی : ۳۲۔

(۲) فتح المنان تتمة منهاج التأسيس : ۴۴۵-۴۴۹۔

چوتھا باب: قبر پرستوں کا صالحین اور بزرگوں کی قبروں کے بارے میں غلو اور ان پر رد

دین میں غلو صدیوں سے قبر پرستوں کا شعار رہا ہے۔ وہ ایسے اقوال و افعال پیش کرتے رہے ہیں، جو قرآن اور سنت مطہرہ سے متصادم ہوتے ہیں۔ انھوں نے صالحین اور بزرگوں کی شان میں اس قدر غلو کیا کہ یہ شرک اکبر کے مرتکب ہو بیٹھے اور ملتِ اسلام سے خارج ہوگئے۔ صالحین کی شان میں غلو کرنے کی بعض مثالیں ملاحظہ ہوں:

پہلا مبحث: قبر پرستوں کا نبی ﷺ کی شان میں غلو

غلو کی جو شکلیں سب سے زیادہ عام ہیں، ان میں سے ایک ہمارے نبی محمد عربی ﷺ کے بارے میں غلو ہے۔ کچھ لوگوں کا تو یہاں تک دعوی ہے کہ یہ آپ کے ساتھ محبت کی نشانی ہے۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو یا تو بھول جاتے ہیں یا پھر جان بوجھ کر بھولنے کی کوشش کرتے ہیں: ”آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ بڑا بخشنے والا، بے حد مہربان ہے۔“[آل عمران:۳۱]۔ اللہ کے رسول ﷺ سے حقیقی محبت آپ کی اطاعت

اور کتاب وسنت کی اتباع میں پنہاں ہے، شیطان اور اس کے پیروکاروں کے نقش قدم پر چلنے کی روش میں نہیں۔ نبی ﷺ کی شان میں غلو کی چند اقسام اس طرح ہیں:

پہلی قسم: رسول اللہ ﷺ کے بارے میں غلو سے کام لیتے ہوئے آپ کے لیے علم غیب کا دعویٰ کرنا

قبرپرست یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وہ سب کچھ جانتے ہیں جو لوحِ محفوظ میں ہے اور وہ سب کچھ جانتے ہیں جسے قلم نے لکھا ہے۔ یہ کہنے والا پہلا شخص بوصیری [1](متوفی ۶۹۴ھ-۱۲۹۵ء) ہے، جس نے قبوریوں کے یہاں مشہور قصیدہ بردہ میں کہا ہے:

”آپ کے فیض سے دنیا و آخرت کا وجود ہے اور آپ کے علوم کا حصہ لوح و قلم کا علم ہے“۔[2]

(۱) اس شخص سے مراد: محمد بن سعید دلاحی صنہاجی صوفی خرافی ہے۔ دیکھیے: الوافی بالوفیات از صفدی: ۱۰۵/۳۔

(۲) جہود علماء الحنفیۃ: ٦٩٦. دیکھیے: قصیدۃ بردۃ۔

قبوریوں کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پوری کائنات پر محیط ہیں۔ ان میں سے بعض کا کہنا ہے: رسول اللہ ﷺ کی روح سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ اللہ کے عرش، اس کی بلندی، اس کی تہ، اس کی دنیا و آخرت اور اس کی جنت اور جہنم سے واقف ہیں اور آپ کا علم تمام غیبی ملکوتی معلومات کو محیط ہے۔ (۱)

دوسری قسم: رسول اللہ ﷺ کے بارے میں غلو سے کام لیتے ہوئے آپ کو کائنات میں متصرف ماننا

قبرپرستوں کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کائنات میں تصرف حاصل ہے۔

چنانچہ ان کا کہنا ہے:" کائنات کی تمام چابیاں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ مالکِ کل اور آپ قادر مطلق کے نائب اکبر ہیں۔ آپ ہی کلمہ ”کن “کے مالک ہیں"۔ (۲)

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۶۹۷. دیکھیے: الکلمۃ العلیا لإعلاء علم المصطفیٰ از مراد آبادی: ۱۴. وجاء الحق از احمد یار خان: ۵۰. وروح البیان از بروسوی۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۷۰۳۔ دیکھیے: الاستمداد علی اجیال الارتداد از بریلوی: ۳۲۔

تیسری قسم: رسول اللہ ﷺ کی برزخی زندگی کے متعلق غلو

قبر پرست حضرات رسول اللہ ﷺ کی برزخی زندگی کے منکر ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ کی قبر کی زندگی دنیوی زندگی کی مانند ہے اور آپ ﷺ اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔

نانوتوی (۱۲۹۷ھ-۱۸۸۰ء) اور دیوبند کے کبار علما، جیسے گنگوہی (متوفی ۱۳۲۳ھ-۱۹۰۵ء) جو ان کے یہاں امام ربانی کے لقب سے مشہور ہیں، کشمیری (متوفی ۱۳۵۲ھ-۱۹۳۳ء) جنھیں ان کے یہاں امام ربانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، تھانوی (۱۳۶۲ھ-۱۹۴۳ء) جو ان کے یہاں حکیم الامت کے لقب سے مشہور ہیں، عثمانی (۱۳۶۹ھ-۱۹۵۰ء) اور حسین احمد (۱۳۷۷ھ-۱۹۵۸ء) جو ان کے یہاں شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہیں، یہ سب فرماتے ہیں: ”نبی ﷺ اپنی قبر میں اسی طرح زندہ ہیں، جیسے کوئی آدمی لوگوں سے الگ ہوکر چالیس دن کے اعتکاف میں ہو۔ آپ روحانی نہیں، بلکہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ حقیقی دنیوی زندگی کی طرح حسی طور پر اب تک زندہ ہیں۔ اسی لیے آپ کا ترکہ میراث میں تقسیم نہیں ہوتا اور آپ کی بیویوں سے نکاح نہیں کیا جا سکتا۔

کیوں کہ آپ زندہ ہیں اور زندہ شخص کا مال بطور میراث تقسیم نہیں ہوتا۔ آپ اپنی قبر میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔"[۱]

مبحث دوم: اولیا کے بارے میں غلو

قبر پرستوں نے بعض اولیا کے بارے میں اس قدر غلو کیا کہ انہیں اللہ کی صفت ربوبیت میں شریک کر دیا اور شرک کے معاملے میں کفارِ قریش سے آگے نکل گئے۔ کیوں کہ کفارِ قریش اللہ کی ربوبیت کو تسلیم کرتے تھے اور صرف الوہیت میں شرک سے کام لیتے تھے۔ لیکن یہ قبرپرست ربوبیت اور الوہیت دونوں میں اللہ کے ساتھ (اپنے مزعوم اولیا کو) شریک کرتے ہیں۔ اور وہ اولیا جن کو قبوریوں نے اللہ کے ساتھ ربوبیت میں شریک قرار دیا ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں:

قادریہ سلسلے کے امام، شیخ عبد القادر جیلانی (متوفی ۵۶۱ھ-۱۱۶۶ء)۔

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۳۷۔ دیکھیے: آب حیاة: ۲. والكوكب الدرى: ۱/۴۲۳۔ ہدایۃ الشیعۃ: ۱۸۔ اللطائف القاسمية: ۴۔ جمال القاسمی: ۱۳۔ والطهور: ۱۴۹۔ والحياة النبوية: ۲۔ نقش حیات: ۱/۱۱۳۔ فیض الباری: ۱/۱۸۳۔ تحیۃ الاسلام: ۳۶۔ فتح الملہم: ۱/۳۲۹۔ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ (الدیوبندیۃ) از مفتی عبدالشکور: ۱۵۹۔ اور ملاحظہ ہو: الشهاب الثاقب: ۴۵۔ شفاء الصدور از سواتی المدینی: ۲۲۔

رفاعی سلسلے کے امام، احمد رفاعی (متوفی۵۷۸ھ-۱۱۸۲ء)۔

بدوی سلسلے کے امام، احمد بدوی(متوفی۶۷۵ھ-۱۲۷۶ء)۔

نقشبندی سلسلے کے امام، شاہ نقشبند حنفی(متوفی۷۹۱ھ-۱۳۸۹ء)۔

اول: قادری سلسلے کے امام، شیخ عبد القادر جیلانی [1] (متوفی۵۶۱ھ-۱۱۶۶ء)کے بارے میں غلو:

قبر پرستوں کا عقیدہ ہے کہ ربوبیت میں عبد القادر جیلانی کو ویسے ہی قدرت حاصل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو۔ عبد القادر جیلانی کے بارے میں شرک پر مبنی ان کے اقوال میں سے ایک یہ ہے:" اے میرے مدد گار !تو ہی زندہ کرنے والا اور موت دینے والا ہے۔ ”کن“اور”لا تکن“(ہو جا اور مت ہو)کا فرمان جاری کرنے کا مقام پہلے رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوا تھا اور پھر آپ سے منتقل ہوکر عبد القادر جیلانی کو ملا۔ عبد القادر جیلانی کو عالم میں باجازتِ

(۱) شیخ عبد القادر جیلانی ایک حنبلی عالم تھے۔ ان کا شمار نیکوکار علما میں ہوتا تھا۔ لیکن ان کی وفات کے بعد قبر پرستوں نے بغداد میں واقع ان کی قبر کو بت بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی۔

الٰہی تصرف کا حق حاصل ہے، وہ صاحب اختیار ہیں اور عالم کے نظام کو چلاتے ہیں"۔[۱]

دوم: رفاعی سلسلے کے امام، احمد رفاعی [۲] (متوفی۵۷۸ھ-۱۱۸۲ء) کے بارے میں غلو:

قبرپرستوں نے رفاعی کے سلسلے میں بھی غلو سے کام لیا اور ان کی طرف ایسی چیزوں کو منسوب کردیا، جن سے ان کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ ان ہی باتوں میں سے ان کا یہ کہنا ہے:"وہ(رفاعی) زمین میں قطب الاقطاب تھے، پھر آسمانوں کی قطبیت ان کو مل گئی اور آخر کار ساتوں آسمان ان کے پیر میں پازیب کی طرح ہوگئے۔"

---

(۱) جھود علماء الحنفیۃ: ۷۲۹۔ دیکھیے: حدائق بخشش از بریلوی: ۱۲۵، ۲/۷، ۱/۲۳. اور بریلویت: ۷۱۔

(۲) رفاعی سے مقصود: احمد بن علی بن احمد مغربی بطاعی واسطی عراقی رفاعی کی شخصیت ہیے۔ ان کو رفاعی صوفی اپنا امام مانتے ہیں، جو ان کے بعد بت پرستی، صوفیت پرستی، جادوگری، شعبدہ بازی، زندیقیت اور الحاد کے راستے پر چل پڑے تھے۔ ان کی قبر عراق کے واسط گاؤں میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رفاعی اپنے آپ میں ایک نیک آدمی تھے، لیکن ان کے پیروکاروں میں زندیقیت پھیل گئی۔

ان کے بارے میں ان قبوریوں کا یہ بھی کہنا ہے:"وہ غریب اور امیر بناتے تھے، خوش بخت اور بد بخت بناتے تھے، موت اور زندگی دیتے تھے اور ساتوں آسمان ان کے پیر میں پازیب کی طرح ہیں"۔[۱]

سوم: بدوی سلسلے کے امام، احمد بدوی[۲] (متوفی۶۷۵ھ-۱۲۷۶ء) کے بارے میں غلو:

احمد بدوی کی شخصیت امت مسلمہ میں حد درجہ خرافات اور من گھڑت باتوں سے بھری ہوئی شخصیت ہے۔ عقیدت مندوں نے اس کی تعظیم میں اس قدر غلو کیا کہ اسے اللہ عز وجل کی طرح کائنات میں حق تصرف رکھنے والا رب بنا دیا۔ اس کی تقدیس کے قصیدے پڑھنے والوں میں ایک غالی اور

(۱) جهود علماء الحنفية: ۳۴۷۔ دیکھیے: الرفاعیۃ از دمشقی تریاق المحبین سے نقل شدہ کلام: ۹۔ لطائف المنن: ۴۹۱۔ قلادۃ الجواہر: ۴۲۔ التاریخ الأوحد: ۱۰۷۔ اور دیکھیے: شیخ رشید رضا کے وہ اقوال جو انھوں نے رفاعی سلسلے کی کتابوں سے متعلق کہے ہیں اور جن کا ذکر صیانۃ الإنسان کی تعلیق صفحہ: ۴۴۸ میں موجود ہے۔

(۲) ابو العباس احمد بن علی مغربی مصری، خرافات کا پرچارک۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ایک خیالی اور غیر حقیقی شخصیت تھا۔ اس کے باوجود بہت سے صوفیوں نے اس کی قبر کو اس جہاں کا رب بنادیا۔

خرافاتی شخص شعرانی[۱] (متوفی ۹۷۳ھ-۱۵۶۶ء) ہے، جو مولد بدوی میں شرکت کے بارے میں کہتاہے:"ہر سال ان کی پیدائش کے دن میرے حاضر ہونے کا سبب یہ ہے کہ میرے شیخ عارف باللہ محمد شناوی نے، جو بدوی گھرانے کے ایک فرد ہیں، سیدی احمد بدوی کے چہرے کی طرف گنبد میں مجھ سے عہد لیا اور مجھے اپنے ہاتھ سے ان کے حوالے کیا۔ چنانچہ قبر سے ان کا مبارک ہاتھ نکل کر میرے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اس موقعے پر شناوی نے کہا:"اے میرے آقا !اس کو اپنے دل میں جگہ دیجیے اور اپنی نگرانی میں رکھیے۔"[شعرانی کہتا ہے کہ]میں نے احمد بدوی کو قبر سے"ہاں"کہتے ہوئے سنا۔ شعرانی آگے کہتا ہے:"میں نے احمد بدوی کو مصر میں دوبارہ دیکھا...پھر اس کے بعد بھی ان کو دیکھا۔ انھوں نے مجھے طنطا کی جانب قحافہ پل پر روکا۔ وہاں ایک دائرہ نما دیوار تھی۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہاں رک جاؤ اور جسے چاہو میرے پاس آنے دو اور جسے چاہو روک لو۔"[۲]

---

(۱) شعرانی سے یہاں مراد عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرانی ہے۔

(۲) جہود علماء الحنفیۃ: ۷۴۳-۷۵۲۔ دیکھیے: الطبقات الکبری المسماۃ بلواقح الانوار فی طبقات الاخیار از شعرانی: ۱/۱۸۳۔

چہارم: نقشبندی سلسلے کے امام، شاہ نقشبند بخاری (١) (متوفی ۷۹۱ھ-۱۳۸۹ء) کے بارے میں غلو:

نقشبندی سلسلہ ماوراء النہر کے علاقوں خراسان، ترکستان، ایشائے کوچک، افغانستان اور ہندوستان میں زیادہ پھیلا ہوا ہے۔ موجودہ دور کے تبلیغی، دیوبندی اور فنجفیری وغیرہ اسی سلسلے کی نئی شاخیں ہیں۔ قبوری نقشبندیوں نے اس آدمی کے بارے میں اتنا غلو سے کام لیا کہ اسے مقام ربوبیت تک پہنچا دیا۔

ان کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے ان میں سب سے زیادہ گھناؤنی بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا: ”شاہ نقشبندی ”غوث اعظم“، ”غوثِ خلیفہ“، ”قطبِ حقیقت“ اور ”غوثِ سبحانی“ ہیں۔ وہ زندگی اور موت دیتے تھے۔ وہ چاہیں تو پہاڑ کو سونا بنادیں۔ اگر وہ اپنی آستین کو حرکت دیں تو سارے اہل بخاریٰ کو

---

(١) خواجہ بہاء الدین محمد بن محمد اویسی۔ نقشبندی سلسلے کے امام۔ قبر پرستوں نے ان کے بارے میں اس حد تک غلو کیا کہ انہیں اللہ عزوجل کی طرح کائنات میں حق تصرف رکھنے والا رب بنادیا۔

اپنا شائق اور گرویدہ بنادیں، اور سب اپنے گھر اور دکان چھوڑ کر نکل کھڑے ہوں۔"[1]

تیسرا مبحث :عام اولیا کے بارے میں غلو

قبر پرستوں کے بے دلیل اور بے بنیاد دعووں میں سے ایک دعویٰ یہ ہے کہ اولیا ربوبیت اور الوہیت کی خصوصیات رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے دعویٰ کیاکہ قطب اور غوث کی نظر لوحِ محفوظ پر ہوتی ہے اور وہ ان امورِ خمسہ کو جانتے ہیں جن کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب قرآنِ مجید میں کیا ہے؛ قیامت کا وقت، نزولِ باراں کا وقت، مادرِ رحم میں موجود جنین کا علم اور یہ علم کہ کون کب اور کہاں مرے گا؟

ان کے اقوال میں سے کچھ یہ ہیں:

"اولیالوحِ محفوظ کو دیکھتے ہیں۔

(۱) جهود علماء الحنفية : ۷۵۴۔ دیکھیے : المواهب السرمدية از کردی : ۱۰۸۔ الحدائق الوردية از خانی : ۱۲۵۔ الأنوار القدسية از سنهوتی : ۱۱۲۶۔ السبع الأسرار از محمد معصوم عمری : ۴۔ البهجة السنية از خانی : ۶۵۔ القصيدة فی السلسلة المجددية النقشبندية از تر ہتی جو کشف الأستار از ابوتراب سندھی کے حاشیہ میں موجود مندرج ہے : ۹۸۔ جامع کرامات الأولياء از نبہانی : ۲۵۱/۱۔

اولیا اللہ کے بچے ہیں، جو غیب و حاضر کا علم رکھتے ہیں۔

اولیا پر ماضی میں جو کچھ ہو چکا اور مستقبل میں جو کچھ ہونے والا ہے اور لوح محفوظ کے سارے علوم منکشف ہوتے ہیں۔ وہ اپنی قبروں میں ابدی زندگی جی رہے ہیں اور ان کا علم وادراک اور ان کی سننے اور دیکھنے کی صلاحیتیں، دنیوی زندگی سے کہیں زیادہ مضبوط ہیں"۔[1]

چوتھا مبحث: قبر پرستوں کے غلو کے ابطال اور ان کی تردید میں علمائے احناف کی کوششیں

علمائے احناف نے قبر پرستوں کے باطل (جھوٹ) کا جواب دیا ہے، ان کے دعووں کی تردید کی ہے اور ان پر حجت قائم کی ہے۔ کبھی وہ اللہ کی کتاب مقدس کی آیات کا حوالہ دیتے ہیں اور کبھی پاکیزہ سنت سے احادیث نقل کرتے ہیں، پھر قرآن و سنت پر مبنی اپنے اقوال نقل کرتے ہیں۔ ان جوابات میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

قرآن کریم سے استدلال:

---

(١) جهود علماء الحنفية: ٦٠٧۔ دیکھیے: طبقات الشعرانی: ١٦٠/١. اور تقویم الدین از افغانستان کے علما کی ایک جماعت: ١٧٥۔ بہار شریعت از امجد علی: ٥٥۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں غلو نہ کرو اور اللہ پر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں، جسے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کے پاس کی روح ہیں۔“[النساء:۱۷۱]۔

مزید ارشاد ہے:

”کہہ دیجیے: اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔“[المائدۃ: ۷۷]۔

زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ-۱۱۴۴ء)، نسفی (متوفی ۷۱۰ھ-۱۳۱۰ء)، عمادی (متوفی ۹۸۲ھ-۱۵۷۴ء) اور آلوسی (متوفی ۱۱۷۰ھ-۱۷۵۷ء) فرماتے ہیں (الفاظ آلوسی کے ہیں): ”{لَاتَغۡلُوا فِي دِينِكُمۡ} (اپنے دین میں غلو نہ کرو) یعنی: حد سے تجاوز نہ کرو۔ اس میں نصاریٰ کو عیسیٰ علیہ السلام کو رسالت کے مرتبے سے اٹھا کر اس عظمت کے مقام پر پہنچانے سے روکا گیا ہے جو انھوں نے ان کے بارے

میں گھڑ لیا ہے، اور اسی طرح ان کی ماں مریم علیہا السلام کو مقام صدیقیت سے اس مقام تک بلند کرنے سے روکا گیا ہے جس کا انھوں نے ان کے متعلق دعویٰ کیا ہے۔ اس میں یہودیوں کے لیے بھی (ان کے اس خطاب میں داخل ہونے کو مان لینے پر) اس چیز سے ممانعت ہے جو انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو بلند مرتبے سے گرا کر ان کے متعلق جھوٹی اور گھناؤنی باتوں کو گھڑ لیا ہے۔ ان کا تذکرہ اہل کتاب کے لقب سے اس لیے کیا گیا ہے کہ ان کی کتاب میں ایسی چیز موجود ہے جو انہیں ان کے دین میں غلو کرنے سے روکتی ہے۔"[۱]

سنت مطہرہ سے استدلال:

دین میں غلو سے ڈرانے کے لیے علماے احناف نے احادیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "تم دین میں غلو سے

(۱) جهود علماء الحنفية: ۸۱۷۔ دیکھیے: الكشاف: ۱/۵۸۴۔ المدارك: ۱/۳۸۱۔ إرشاد العقل: ۲/۲۵۹۔ روح المعانی: ۶/۲۱۰۔

بچو، اس لیے کہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے ہلاک کیا ہے۔“ (۱)

رسول اللہ ﷺ کا مزید ارشاد ہے:”میری تعریف میں ایسے حد سے نہ گزرو، جیسے عیسائی لوگ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں حد سے گزر گئے۔ میں تو محض ایک بندہ ہوں۔ اس لیے یوں کہو کہ یہ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں“۔ (۲)

دین میں غلو کی تردید پر مبنی علماے احناف کی وضاحتیں:

علماے احناف نے قبوریوں کا مقابلہ کیا اور مضبوط اقوال اور تشفی بخش جوابات کے ذریعے دین میں غلو کو غلط ٹھہرایا ہے۔ ان کے کچھ اقوال ملاحظہ ہوں:

امام محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ-۱۸۵۴ء)،ان کے بیٹے نعمان آلوسی (متوفی ۱۳۱۷ھ-۱۸۹۹ء)،ان کے پوتے شکری آلوسی (متوفی ۱۳۴۲ھ-۱۹۲۴ء)، شیخ غلام

---

(۱) سنن نسائی: ۲۶۸/۵، سنن ابن ماجہ: ۱۰۰۸/۲۔ صحیح سنن نسائی: ۶۴۰/۲اور صحیح سنن ابن ماجہ: ۱۷۷/۲۔

(۲) صحیح بخاری: ۱۲۷۱/۳۔

اللہ (جنہیں احناف نے شیخ القرآن کا لقب دیا ہے)، علامہ رباطی اور علامہ رستمی فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے قول:{إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَاباً}(تم جن لوگوں کو اللہ کے علاوہ پکارتے ہو، وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے)۔[الحج:۷۳]میں اولیا کے حق میں غلو کرنے والے لوگوں کی مذمت کی طرف اشارہ ہے، جو اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر مصیبت میں ان سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کے لیے منتیں مانتے ہیں۔ میں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو اولیا کی قبروں کی چوکھٹ پر سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ ان اولیا کے لیے اپنی قبروں کے اندر مکمل تصرف ثابت کرتے ہیں اور جب ان سے دلیل مانگی جاتی ہے، تو کہتے ہیں: یہ کشف سے ثابت ہے۔ اللہ انھیں غارت کرے۔ یہ کس قدر جاہل اور کتنے افترا پرداز ہیں...یہ سب جھوٹ ہے اور قرآن وسنت اور سلف امت کے کلام میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ انھوں نے لوگوں کے سامنے دین کی غلط شکل پیش کی ہے اور منسوخ شدہ

مذاہب کے لوگوں یعنی یہود ونصاری نیز دہریوں کے یہاں مذاق کا موضوع بن گئے ہیں۔ اللہ ہم سے درگزر کرے اور امن و عافیت سے رکھے۔"(۱)

علامہ محمود شکری آلوسی (متوفی ۱۳۴۲ھ-۱۹۲۴ء) فرماتے ہیں: "اگر تعظیم میں مبالغہ آرائی کا مطلب وہ مبالغہ آرائی ہے، جسے ہر آدمی اپنے خیال کے مطابق تعظیم سمجھتا ہے، یہاں تک کہ اس کی قبر کا حج (زیارت) کرنا، اس کو سجدہ کرنا، اس کا طواف کرنا، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ غیب جانتا ہے، اور یہ کہ وہ عطا کرتا ہے، اور جو اللہ کے سوا اس سے مدد مانگتا ہے، اسے وہ نقصان اور نفع پہنچا سکتا ہے، اور یہ کہ وہ سائلوں کی حاجتیں پوری کرتا ہے، اور مصیبت زدہ لوگوں کی پریشانیوں کو دور کرتا ہے، اور یہ کہ وہ جس کے لیے چاہتا ہے شفاعت کرتا ہے، اور جسے چاہتا ہے جنت میں داخل کرتا ہے - تو اس تعظیم میں مبالغہ آرائی کا دعویٰ در حقیقت شرک میں مبالغہ اور دین سے کلیۃً نکل جانا ہے۔" (۲)

---

(۱) جہود علماء الحنفیۃ : ۸۲۴۔ دیکھیے: روح المعانی : ۲۱۲/۱۷ جلاء العینین : ۴۹۰۔ غایۃ الأمانی : ۳۱۲/۲۔ جواہر القرآن : ۷۴۸/۲۔ الکواکب الدریۃ : ۵۹۔ اور تنشیط الأذہان : ۴۳۔

(۲) جہود علماء الحنفیۃ: ۸۲۵۔ دیکھیے: فتح المنان : ۳۹۶۔ یہ عبارت اصل میں ابن عبدالہادی کی ہے، جو انھوں نے قبر پرستوں کے امام سبکی کے رد میں لکھی ہے۔ دیکھیے: الصارم المنکی : ۴۶۴۔

علامہ خجندی (متوفی ۱۳۷۹ھ-۱۹۵۹ء) فرماتے ہیں: ”اولادِ آدم کے خلاف قدیم اور جدید دور میں شیطان کی سب سے بڑی چال یہ رہی ہے کہ وہ صالحین کی تعظیم و توقیر کے نام پر وسیلہ و سفارش وغیرہ کے چولے میں ان کے اندر شرک کو داخل کرتا ہے۔ لہٰذا شرک کرنے والا مشرک ہے، چاہے وہ مانے یا نہ مانے... اللہ کے سوا کسی سے مدد مانگنا یا اس کے علاوہ سے دعا کرنا شرک ہی میں داخل ہے۔ لہٰذا اس سے بڑا گمراہ کوئی نہیں جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارے۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اولادِ آدم کی اکثریت کے کفر اور ان کے اپنے دین کو چھوڑنے کا سبب نیک لوگوں کے بارے غلو کرنا اور انھیں اپنی دعاؤں کے ساتھ سفارشی بنانا، ان کی خواہش کو تلاش کرنا اور ان کا سہارا لینا ہے، حالانکہ وہ فوت ہوچکے ہیں اور ان لوگوں سے غافل ہیں۔ نہ ان کی بات سن سکتے ہیں اور نہ ان کی مراد پوری کر سکتے ہیں۔“[1]

مردوں کی زندگی کے ایک دنیوی زندگی ہونے کے بارے میں قبوریوں کے عقیدے کی تردید میں علمائے احناف کے واضح بیانات:

---

(۱) جھود علماء الحنفیۃ: ۸۲۷. دیکھیے: حکم اللہ الواحد الصمد: ۲۶، ۳۳۔

قبرپرستوں کے باطل عقائد کے رد میں علماے احناف کی بڑی کوششیں رہیں ہیں۔ انہیں کوششوں کا ایک حصہ قبوریوں کے اس عقیدے کا رد بھی ہے کہ مردوں کو قبر کے اندر دنیوی زندگی جیسی زندگی حاصل رہتی ہے۔۔ ان علما میں سے کچھ کے اقوال ملاحظہ ہوں:

امام نسفی (متوفی ۷۱۰ھ-۱۳۱۰ء) آیت کریمہ: {بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لا تَشْعُرُونَ}(بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تم نہیں سمجھتے)[البقرۃ:۱۵۴] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"تم اس کو جاننے سے قاصر ہو، کیوں کہ تم شہید کی زندگی کو حسی طور پر نہیں جان سکتے۔"(۱)

امام ابو سعود عمادی(متوفی(۹۸۲ھ-۱۵۷۴ء) فرماتے ہیں:"لیکن تم ان کی اس برزخی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس آیت میں اس بات کا اشارہ ہے کہ اس زندگی کو جسمانی زندگی کے ظاہری حواس سے محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک روحانی حقیقت ہے، جس کا ادراک عقل نہیں، بلکہ صرف وحی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔" (۲)

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۸۳۱. دیکھیے: المدارک: ۱۰۲۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۸۳۲۔ دیکھیے: إرشاد العقل السليم: ۱/۱۷۹۔

امام ابو منصور ماتریدی (متوفی ۳۳۳ھ-۹۴۵ء) نے کہا ہے: "ارواحِ شہدا کے علم کا تعلق غیب سے ہے۔" (۱)

امام آلوسی (متوفی ۱۱۷۰ھ-۱۷۵۷ء) جو بغداد میں حنفیہ کے مفتی تھے، فرماتے ہیں: "یعنی تم حواس کے ذریعے ان کے حال کا احساس اور ادراک نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ اس کا تعلق برزخ کے احوال سے ہے، جن سے آگاہ ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور ان کو جاننے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اگر ہے تو بس وحی کا راستہ۔ ساتھ ہی یہ کہ ارواح -اگرچہ جواہر ہیں اور بذات خود قائم ہیں-اس جسم سے بالکل الگ ہیں جسے محسوس کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کا اس برزخی بدن سے تعلق ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، جو اس کثیف بدن سے بالکل الگ ہے۔" (۲)

قبوریہ کے اس عقیدے کہ مردے ان سے فریاد کرنے والوں کی فریاد سنتے ہیں، کی تردید میں علمائے احناف کے واضح اقوال:

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۸۳۲. دیکھیے: تأویلات اہل السنۃ: ۱/۲۸۷۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۱۰۵۹۔ دیکھیے: روح المعانی: ۱۴/۱۶۶۔

علماے احناف نے قبوریوں کے اس دعوے کو بے بنیاد بتایا ہے کہ مردے مصیبت کے وقت ان سے فریاد کرنے والوں کی فریاد سنتے ہیں۔ ان علما میں سے کچھ کے اقوال ملاحظہ ہوں:

مولانا گنگوہی (متوفی ۱۳۲۳ھ-۱۹۰۵ء) فرماتے ہیں:"مردوں کے سننے کا انکار کرنے والے، جن میں عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ شامل ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں:{إِنَّكَ لا تُسْمِعُ الْمَوْتَى}(اے نبی!یقیناً آپ مردوں کو سنا نہیں سکتے)۔کیوں کہ جب اللہ نے نہ سننے کے معاملے میں کفار کو مردوں کے مشابہ قرار دیا، تو اس سے معلوم ہوا کہ مردے سنتے نہیں ہیں۔ ورنہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی۔"(۱)

امام نسفی (متوفی ۷۱۰ھ-۱۳۱۰ء)اسی آیت کی تفسیر میں" صم "یعنی بہرے کو پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی قید سے مقید کرنے کا فائدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:"اگر آپ یہ کہیں کہ بہرا اگر اس سے کچھ کہا جائے تو نہ آتے ہوئے کچھ سن سکتا ہے اور نہ جاتے ہوئے کچھ سن سکتا ہے۔ تو پھر اس

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۷۸۴۔ دیکھیے: الکوکب الدری: ۳۱۹۔ والحجریۃ: ۱۹۷/۲۔

تخصیص کا کیا فائدہ؟ تو میں یہ کہوں گا کہ اگر بہرا آ رہا ہو تو علامت اور اشارے سے سمجھ سکتا ہے، لیکن اگر جا رہا ہو تو نہ سن سکتا ہے اور نہ اشارے کو سمجھ سکتا ہے۔" (۱)

شیخ محمد حسین نیلوی اور محمد بندیالی (دونوں معاصر علماے احناف میں سے ہیں)اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں(الفاظ نیلوی کے ہیں):"یا اس شخص کی مانند کہ جس کا گزر اس بستی پر ہوا جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگا : اس کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ اسے کس طرح زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مار دیا سو سال کے لیے۔ پھر اسے اٹھایا۔ پوچھا : کتنی مدت تجھ پر گزری؟ کہنے لگا :ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ فرمایا : بلکہ تو سو سال تک رہا۔"[البقرۃ:۲۵۹]:"معلوم ہوا کہ اس طویل عرصے کے دوران عزیر علیہ السلام کو کچھ معلوم نہ ہوا۔ انہوں نے نہ سورج کو طلوع ہوتے دیکھا نہ غروب ہوتے۔ نہ محل، نہ ستارہ، نہ بادل، نہ بارش محسوس کی، نہ بجلی کے گرج کی آواز سنی اور نہ رات ودن کے گزرنے کا احساس کیا۔ نہ

(۱) جهود علماء الحنفية: ۸۴۸. دیکھیے: المدارک: ۲۰/۳۔

گرمی محسوس کی اور نہ سردی کی شدت۔ اگر ہم یہ کہیں کہ انہوں نے ان چیزوں کو محسوس کیا تھا، تو جھوٹ لازم آئے گا۔"[۱]

(۱) جهود علماء الحنفية: ۸۵۰۔ دیکھیے: شفاء الصدور: ۱۸۔

پانچواں باب: قبروں پر عمارت بنانے کی بدعت اور اس کا مقابلہ کرنا

قبروں پر عمارت بنانا سب سے خطرناک بدعت ہے جس نے بہت سے مسلمانوں کو توحیدِ خالص سے برگشتہ کر دیا ہے اور انہیں شرکِ اکبر کی طرف لوٹا دیا ہے، خواہ وہ جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان علما اس عظیم خطرے کا مقابلہ کرنے اور اس سے خبر دار کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں حنفی علماء بھی شامل ہیں۔ اس باب میں قبروں پر عمارت بنانے کے بارے میں قبر پرستوں کا عقیدہ پیش کیا جائے گا اور پھر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے علماے احناف کی کوششوں کا ذکر کیا جائے گا۔

پہلا مبحث: قبروں پر عمارت بنانے کے سلسلے میں قبر پرستوں کا عقیدہ

قبر پرستی کے حامیوں کا عقیدہ ہے کہ قبروں پر عمارت بنانا جائز ہے۔ انہوں نے اس کے جائز ہونے کے بارے میں کتابیں اور رسائل تحریر کیے ہیں۔ ان گمراہ کن لوگوں میں سے کچھ یہ ہیں:

سمنودی (جس کی وفات ۱۳۲۶ھ-۱۹۰۸ء کے بعد ہوئی) نے ان الفاظ کے ساتھ ایک عنوان لکھا: " قبروں پر تعمیر کا موضوع مذاہب اربعہ سے دلائل کی وضاحت کے ساتھ"۔(۱)

حسن عاملی عراقی (متوفی ۱۳۷۱ھ-۱۹۵۲ء) نے نواں باب کا اضافہ کرتے ہوئے کہا: "نواں باب: قبروں کو پختہ کرنا، ان پر عمارت بنانا اور ان پر پلستر کرنا، ان پر گنبد بنانا، ان کے لیے صندوق رکھنا اور چادر چڑھانا"۔(۲)

کوثری (متوفی ۱۳۷۱ھ-۱۹۵۲ء) نے بھی ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا: "قبروں پر مساجد بنانا اور ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا"۔(۳)

بنوری (۱۳۹۷ھ-۱۹۷۷ء) نے مقالات کوثری پر ایک مقدمہ لکھا، جس میں کوثری کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی اور توحیدِ خالص پھیلانے والے مسلمان علما پر حملہ کیا۔ چناں چہ اس نے امام ابن خزیمہ کی "کتاب التوحید" اور عبداللہ بن امام احمد کی کتاب" السنة "اور بشر المریسی پر دارمی کے رد پر شدید حملے

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۶۱۳. دیکھیے: کشف الارتیاب ۳۵۷-۴۰۸۔

(۲) سابقہ حوالہ۔

(۳) جهود علماء الحنفية: ۱۶۱۴. دیکھیے: مقالاتِ کوثری: ۱۵۶-۱۵۹۔

کیے اور ان کتابوں کو بت پرستی کے راستے پر لے جانے والی کتابیں قرار دیا۔ اور جیسا کہ مشہور عربی مثل ہے (رمتني بدائها وانسلت) یعنی خود بت پرستی کی دعوت دیتا ہے، پھر مسلمان علما پر بت پرستی کا الزام لگاتا ہے۔ [۱]

کوثری نے اَبِي [۲] کی بات نقل کرتے ہوئے اور قبروں پر مساجد اور گنبد بنانے کے جواز کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے: ''جس نے کسی نیک آدمی کے پاس مسجد بنائی، یا اس کے آثار سے برکت حاصل کرنے کے ارادے سے اور وہاں دعا قبول ہونے کی امید میں اس کے مقبرے میں نماز پڑھی، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔'' [۳]

اسی طرح کوثری نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر مسجدیں بنانے کے جواز میں نابلسی (متوفی ۱۱۴۳ھ-۱۷۳۱ء) کے کلام سے استدلال کرتے ہوئے (جو کہ ان دونوں کی طرف سے قبر پرستی وبت پرستی کی کھلی دعوت ہے) کہا:

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۶۱۴. دیکھیے: : مقدمة البنوري لمقالات الكوثري۔

(۲) اس سے مراد: ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ وشتانی مغربی مالکی (متوفی ۸۲۸ھ-۱۴۲۵ء) کی شخصیت ہے۔

(۳) جهود علماء الحنفية: ۱۶۱۵. دیکھیے: إكمال الإكمال: ۲۳۴: ۲. اور مقالات الكوثري: ۱۵۷۔

”اگر کوئی کسی صالح انسان کے پاس مسجد بنائے، یا اس کی قبر میں نماز پڑھے اور اس کا مقصد کسی بھی طرح مدد حاصل کرنا، یا اس کے پاس اس کی عبادت کا کوئی اثر پہنچنا ہو، مقصد صاحب قبر کی تعظیم[۱] اور اس کی طرف متوجہ ہونا (رجوع کرنا) نہ ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے..“۔[۲]

احمد بن محمد غماری[۳] (متوفی ۱۳۸۰ھ-۱۹۶۰ء) نے بت پرستی کی کھلی دعوت دیتے ہوئے ایک رسالہ لکھا، جس کا نام رکھا: "**إحياء المقبور من أدلة استحباب بناء المساجد والقباب على القبور**" (یعنی اہلِ قبر کو زندہ کرنا اس بات کی دلیلوں سے کہ قبروں پر مساجد اور گنبد بنانا مستحب ہے)۔[۴]

---

(۱) ہر مسلمان کو اس اقتباس پر اچھی طرح غور کرنا چاہیے۔ صاحب تحریر کے الفاظ: ”مقصد صاحب قبر کی تعظیم نہ ہو“ کا مطلب یہ ہے کہ اسے رب اور خالق بنانے کا ارادہ نہ ہو۔ یعنی مقصد توحید ربوبیت میں دست درازی نہ ہو۔ رہی بات شرک پر مبنی تعظیم کی ان ساری شکلوں کی، جو قبوری انجام دیتے ہیں اور جو الوہیت میں شرک کے دائرے میں آتے ہیں، تو قبوریوں کے نزدیک ان سب میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۱۶۱۵. دیکھیے: الحديقة الندية: ۶۳۱/۲۔ اور مقالات الکوثری: ۱۵۷۔

(۳) اس سے مراد ابوالفیض احمد بن محمد غماری مغربی ہے۔

(۴) جهود علماء الحنفية: ۱۶۱۸۔

دوسرا مبحث: قبروں پر عمارت بنانے سے ممانعت اور انھیں منہدم کرنے کے وجوب پر علماے احناف کا صحیح احادیث سے استدلال:

اللہ تعالیٰ نے ان توہمات و بے بنیاد باتوں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی سعی کا مقابلہ کرنے کے لیے علماے حق کا انتخاب کیا، جن میں علماے احناف بھی شامل ہیں۔ اس سلسلے میں علماے احناف نے درجِ ذیل احادیث سے استدلال کیا:

پہلی حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا:"یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا"۔عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:" اگر یہ بات نہ ہوتی، تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کھلی رکھی جاتی؛ لیکن یہ خدشہ تھا کہ کہیں اسے سجدہ گاہ نہ بنا لیا جائے۔" (۱)

اس حدیث سے علماے احناف نے استدلال کیا ہے کہ قبروں پر عمارت بنانا اور ان کو سجدہ گاہ بنا لینا، اللہ کی لعنت کو واجب کرنے کے اہم ترین

(۱) صحیح بخاری: ۱/۱٦۸۔ ۳/۱۲۷۳۔ ۴/۱٦۱۵. ۵/۲۱۹۰اور صحیح مسلم: ۱/۳۷۷۔

اسباب میں سے ایک ہے۔ یہ عمل شرک اکبر کی طرف لے جانے کا سبب بنتا ہے اور یہود ونصاریٰ کے افعال میں سے ہے۔ (۱)

دوسری حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے: ”وہ ایسے لوگ تھے کہ اگر ان میں سے کوئی نیک بندہ یا (یہ فرمایا کہ) نیک آدمی مر جاتا، تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہ تصویریں بناتے۔ وہ لوگ اللہ کے نزدیک ساری مخلوقات میں بدترین لوگ ہیں۔“ (۲)

تیسری حدیث:

جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے پانچ دن قبل فرماتے ہوئے سنا: ”خبردار! بے شک جو لوگ تم سے پہلے تھے، وہ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا کرتے تھے۔

---

(۱) جھود علماء الحنفیۃ: ۱۶۲۲، ۴۱۵، ۴۱۴۔ دیکھیے: شرح الطحاویۃ: ۲۲۔ زیارۃ القبور از برکوی: ۶-۸۔ مجالس الأبرار: ۱۲۳۔ عمدۃ القاریٔ: ۱۳۵/۸۔ الفکر واللمع فی الحوادث والبدع از ترکمانی: ۲۱۶/۱۔ روح المعانی: ۲۳۸/۱۵۔ جلاء العینین: ۵۲۲۔ غایۃ الأمانی: ۲۶۷/۱۔ فتح المنان: ۴۷۷۔

(۲) صحیح بخاری: ۱۶۷/۱۔ ۱۶۵۔ ۴۵۰۔ ۱۴۰۶/۳ اور صحیح مسلم: ۳۷۶/۱۔

لہٰذا خبردار !تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ میں تمھیں اس سے منع کرتا ہوں۔"[۱] اس حدیث سے علماء احناف کے ایک گروہ نے استدلال کیا ہے۔[۲]

چوتھی حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:"رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے، اس پر بیٹھنے اور اس پر تعمیر کرنے سے منع فرمایاہے۔"[۳] ایک روایت میں ہے:"اس پر لکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔"[۴]

پانچویں حدیث:

---

(۱) صحیح مسلم : ۱/۳۷۸۔

(۲) جھود علماء الحنفیۃ : ۴۱۶۔ دیکھیے : شرح الطحاویۃ : ۲۲۔ جلاء العینین : ۵۲۲۔ زیارۃ القبور از برکوی : ۵۔ مجالس الأبرار از احمد الرومی : ۱۲۳۔ غایۃ الأمانی : ۱/۲۶۷ اور ۲/۲۰۶۔

(۳) صحیح مسلم : ۲/۶۶۷، سنن ابوداود : ۳/۵۵۲، سنن الترمذی : ۳/۳۵۹۔ امام ترمذی نے اسے حسن صحیح بھی کہا ہے۔ سنن نسائی : ۴/۸۶، سنن ابن ماجہ : ۱/۴۹۸، مسند احمد : ۳/۲۹۵۔ صحیح ابن حبان : ۵/۶۵۔ مصنف عبدالرزاق : ۳/۵۰۴۔ مصنف ابن ابوشیبۃ : ۳/۳۳۵، طحاوی کی معانی الآثار : ۱/۵۱۵ اور مستدرک حاکم : ۱/۳۷۰۔

(۴) صحیح مسلم، مسند احمد اور مصنف عبدالرزاق کے علاوہ مذکورہ تمام مراجع کی طرف رجوع کریں۔

ابوالھیاج اسدی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمھیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں، جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا؟ وہ یہ ہے کہ: "کوئی بھی مجسمہ ملے تو اسے مٹا دینا اور کوئی بھی اونچی قبر ملے تو اسے زمین کے برابر کر دینا۔"(۱)

اس صحیح حدیث سے احناف کے بہت سارے علما نے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ قبروں پر مساجد اور گنبد بنانا حرام ہے۔ نیز قبروں پر بنی ہوئی مساجد اور گنبدوں کو منہدم کرنے میں جلدی کرنا واجب ہے۔ (۲)

---

(۱) صحیح مسلم: ۶۶۶/۲، سنن ابوداؤد: ۵۴۸/۳، سنن ترمذی: ۳۵۷/۳، سنن نسائی: ۸۸/۴، مسند احمد: ۹۶/۱ اور ۱۲۹، مصنف عبدالرزاق: ۵۰۳/۳ اور مستدرک: ۳۶۹/۱۔

(۲) جهود علماء الحنفية: ۱۶۳۳۔ اور دیکھیے: زیارۃ القبور از برکوی: ۱۳۔ روح المعانی از آلوسی: ۲۳۸/۱۵۔ جلاء العینین: ۵۲۲۔ فتح المنان: ۴۷۷۔ غایۃ الأمانی: ۲۶۹/۱۔ فتح الملہم از شبیر احمد عثمانی: ۵۰۶/۲۔ المشاہدات از علامہ خجندی: ۲۷۔ البصائر از ابن آصف فنجفیری: ۴۵۱۔ المنہاج الواضح از صفدر: ۱۸۵۔ عقد اللآلی والدرر از علامہ رباطی: ۱۰۴۔ البلاغ المبین از شاہ ولی اللہ دہلوی: ۲۶۔ مصباح المؤمنین از محمد مظفری: ۲۵۔

تیسرا مبحث: قبروں پر عمارت بنانے کی ممانعت اور ان پر تعمیر کردہ عمارتوں کو منہدم کرنے کے وجوب کے بیان کے سلسلے میں علماے احناف کی کوششیں:

علماے احناف نے قبروں کو پختہ کرنے، ان پر عمارت بنانے اور ان پر چراغاں کرنے سے روکنے میں بہت کوششیں کیں۔ انہوں نے امرا اور معززین کو انھیں منہدم کرنے اور ان سے جڑی تمام بدعات کو زائل کرنے کی تاکید کی، کیوں کہ اس سے عام لوگوں کے عقائد کو خطرہ ہے۔ ان علمامیں سے چند یہ ہیں:

امام برکوی (متوفی ۹۸۱ھ-۱۵۷۳ء)، امام احمد رومی (متوفی ۱۰۴۳ھ-۱۶۳۳ء)، امام ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ-۱۷۶۳ء)، شیخ سبحان بخش ہندی، شیخ ابراہیم سورتی، شیخ محمد مظفری اور علامہ رباطی فرماتے ہیں:

"اسی لیے نبیٔ اکرم ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر عمارت اور گنبد وغیرہ تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے، اس فعلِ بد کو انجام دینے والے پر لعنت بھیجی ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ یہ یہود ونصاریٰ کے افعال ہیں، جو ملعون اور شر پسند لوگ ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت کو یہود ونصاریٰ اور عام مشرکوں کے کرتوتوں سے اپنے مرض موت میں

بھی آگاہ کیا ہے۔لہٰذا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی وصیت پر عمل کیا اور آپ کو باہر دفن نہیں کیا کہ کہیں آپ کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنا لیا جائے اور لوگ اللہ کی بجائے اس کی پرستش نہ کرنے لگیں۔[انہوں نے اس بارے میں متعدد احادیث نقل کیں، پھر فرمایا:]سارے فرقوں کے علما نے ان واضح حدیثوں کی پیروی کرتے ہوئے قبروں پر مساجد بنانے اور ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے سے بنا کسی لاگ لپیٹ کے منع کیا ہے۔ امام احمد، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ نے صراحت کے ساتھ اسے حرام کہا ہے۔ جن لوگوں نے اسے مکروہ کہاہے، ان کے یہاں مکروہ سے مراد مکروہِ تحریمی ہے۔ کیوں کہ یہ بات قابل فہم نہیں ہے کہ جس کی ممانعت رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ وارد ہو اور اس کے کرنے والے پر لعنت کی گئی ہو، اس کو کرنا صرف مکروہ ہو اور حرام نہ ہو!

فقہاء کرام نے بھی اس فعل کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے۔ اس لیے کہ اگر قبر پر چراغاں کرنا مباح ہوتا، تو اس کے کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ لعنت نہیں بھیجتے، حالاں کہ آپ ﷺ نے اس پر لعنت بھیجی ہے۔کیوں کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں مال کا ضیاع، قبروں کی تعظیم میں افراط اور بت پرستی کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے

قبروں کے اوپر تعمیر سے منع کرنے میں اینٹ اور پتھر سے عمارت کھڑی کرنا اور اس کے قائم مقام دیگر چیزیں، جیسے کہ اس پر خیمہ لگانا بھی شامل ہیں۔ کیوں کہ یہ دونوں اہل جاہلیت کے اعمال تھے اور اسی وجہ سے نبی ﷺ نے اہل کتاب پر لعنت فرمائی، کیوں کہ انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔

جب کہ یہ قبرپرست سمجھتے ہیں کہ صالحین کی قبروں کے پاس نماز پڑھنا ان کی تعظیم کرنا ہے۔ حالاں کہ یہ کھلا ہوا شرک ہے۔ نیز ان کا گمان ہے کہ ان کی قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے اللہ کے یہاں نماز کی قدر وقیمت بڑھ جاتی ہے۔ حالاں کہ یہی وہ بنیادی سبب ہے، جس کی وجہ سے شارع نے قبروں پر مساجد بنانے سے منع کیا ہے۔ اسی عمل نے بہت سی قوموں کو شرکِ اکبر یا اس سے کم تر شرک میں ڈال دیا۔ کیوں کہ اس شخص کی قبر سے متعلق شرک جس کے نیک ہونے کا یقین کیا جاتا ہے، کسی درخت یا پتھر کے متعلق شرک سے کہیں زیادہ دلوں کے قریب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بہت سے لوگوں کو قبروں پر آہ وزاری کرتے ہوئے، خشوع وخضوع اپناتے ہوئے اور اپنے دلوں سے ایسی عبادت کرتے ہوئے پاتے ہیں، جو وہ اللہ کی مسجدوں میں یا سحر کے وقت نہیں کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اسے سجدہ کرتے ہیں،

اور ان میں سے بہت سے لوگ قبروں کے پاس نماز کی برکت سے وہ امید رکھتے ہیں، جس کی انہیں مسجدوں میں امید نہیں ہوتی ہے..." (۱)

امام ابن ابی العز (متوفی ۷۹۲ھ-۱۳۹۰ء) رحمہ اللہ نے قبروں پر مساجد اور گنبد وغیرہ بنانے کی حرمت کے سلسلے میں کئی احادیث ذکر کی ہیں، جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ عمل باعث لعنت، اللہ کی رحمت سے محرومی کا ذریعہ، یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا عمل اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے اسباب میں سے ہے۔ اور یہ کہ قبروں پر بنائی گئی عمارتوں کو گرانے میں پہل اور جلدی کرنا واجب ہے۔ (۲)

امام آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ-۱۸۵۴ء) جو بغداد میں مذہب حنفی کے بڑے مفتی تھے، انہوں نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر گنبد بنانے کی حرمت و ممانعت اور انہیں گرانے کے وجوب کے بارے میں متعدد احادیث کا ذکر کیا، اور یہ کہ یہ عمل اللہ کی طرف سے لعنت کا موجب، پچھلے کفار و مشرکین کے

---

(۱) جھود علماء الحنفیۃ: ۱۶۳۵۔ دیکھیے: زیارۃ القبور از برکوی: ۴-۹۔ مجالس الأبرار: ۱۲۳-۱۲۶۔ خزینۃ الأسرار: ۱۲۵-۱۲۶۔ نفائس الأزہار: ۱۵۴-۱۵۷۔ عقد اللآلی والدرر از رباطی: ۱۱۰-۱۱۲۔ البلاغ المبین از شاہ ولی اللہ: ۲۶-۲۸۔ اور مصباح المؤمنین: ۲۶-۲۷۔

(۲) جھود علماء الحنفیۃ: ۱۶۴۲۔ دیکھیے: شرح الطحاویۃ: ۲۱-۲۲۔

افعال اور اسبابِ شرک میں سے ہے اور یہ عمل انسان کو ہلاک وبرباد کرنے والا عمل ہے۔ نیز قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا اور قبر سے تبرک حاصل کرنا حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

پھر اس کے بعد کہا ہے: ''قبر کے پاس اس سے برکت حاصل کرنے کے ارادے سے نماز پڑھنا، اللہ اور اس کے رسول کی عین مخالفت اور دین میں ایک ایسی نئی بات ایجاد کرنا ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی ہے۔ کیوں کہ یہ ایک ممنوع کام ہے اور اس پر تمام علما کا اجماع ہے۔ لہٰذا قبروں پر بنے ہوئے مکانوں اور گنبدوں کو گرانے میں پہل کرنا واجب ہے۔ کیوں کہ یہ مسجدِ ضرار سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بنیاد ہی اللہ کے رسول ﷺ کی معصیت و نافرمانی پر ہے۔ کیوں کہ آپ ﷺ نے ان سے منع کیا ہے اور اونچی قبروں کو ڈھا کر برابر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح قبر پر موجود ہر قندیل یا چراغ کو بھی ہٹانا ضروری ہے، نیز اسے وقف کرنا یا اس کی منت ماننا جائز نہیں ہے۔'' (۱)

(۱) جہود علماء الحنفیۃ: ۱۶۴۳۔ دیکھیے: روح المعانی: ۱۵/۲۳۷-۲۳۸۔

چوتھا مبحث: قبروں پر عمارت بنانے کے سلسلے میں قبوریوں کے بعض شبہات پر علمائے احناف کا رد:

قبر پرست قبروں پر مساجد اور گنبد بنانے کے خواہش مند رہے ہیں، شرعی دلائل کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے اور عام لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے شکوک وشبہات یک جا کیے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اس امت کے لیے ایسے علمائے حق تیار کیے ہیں، جنہوں نے ان شبہات کا مقابلہ کیا اور ان دلائل سے استدلال کی غلطی کو واضح کیا۔ ان علما میں علمائے احناف بھی شامل ہیں جنہوں نے ان شبہات کی تردید کی اور قرآن پاک اور سنت نبوی کے شرعی دلائل سے استدلال کیا۔

پہلا شبہ: قبر پرستوں کا دعویٰ ہے کہ تعمیر کی ممانعت صرف قبروں کے اوپر ہے۔

قبر پرستوں کا دعوی ہے کہ احادیث میں وارد مساجد کی تعمیر اور چراغ جلانے سے ممانعت صرف قبروں کے اوپر ہے۔ جہاں تک قبر کے آس پاس کے حصے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس شبہ کا جواب:

علمائے احناف نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ احادیث میں جو حرف جر ''علیٰ'' وارد ہوا ہے، اس میں 'اوپر' اور 'آس پاس' دونوں معنی شامل ہیں، جیسا کہ کتاب و سنت کے دلائل سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ (۱):

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''یا اس شخص کی مانند کہ جس کا گزر اس بستی پر ہوا جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی''۔[البقرۃ، آیت:۲۵۹]۔

اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ شخص بستی کی دیواروں کے اوپر سے گزرا۔

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں''۔[التوبۃ:۸۴]۔

کیا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو منافقین کی قبروں کے اوپر کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے، ان کے پاس کھڑے ہونے سے نہیں؟!

---

(۱) جہود علماء الحنفیۃ: ۱۶۴۸۔

جہاں تک سنت مطہرہ کی بات ہے، تو اسرا و معراج کی حدیث میں ہے: ''فأتيت على آدم''، ''فأتيت على إبراهيم'' اور ''فأتيت على موسى''۔ تو کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ان جملوں کے معنی یہ ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ ان انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے سر کے اوپر آئے اور ان کے اوپر سے گزرے؟!

خلاصۂ کلام یہ کہ یہ شبہ سرے سے بے بنیاد ہے اور ممانعت کے اندر یہ ساری صورتیں آتی ہیں۔ اور یاد رکھیں کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

دوسرا شبہ: قبرپرستوں کا اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جن لوگوں نے ان کے بارے میں غلبہ پایا، وہ کہنے لگے کہ ہم تو ان کے آس پاس مسجد بنالیں گے۔'' [سورۃ الکہف: ۲۱] سے غلط استدلال:

ان کا کہنا ہے کہ اس آیت کے معنی ہیں: ''ہم ضرور غار کے دروازے پر مسجد بنائیں گے، جس میں مسلمان نماز ادا کریں گے اور اس جگہ سے برکت حاصل کریں گے''۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

اس شبہ کا ازالہ:

علمائے احناف نے اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ آیت اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ یہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی سنتوں کی پیروی کرنے والے توحید پرست مسلمانوں کا عمل ہے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مشرک تھے۔اس لیے انہوں نے اسے اپنی بت پرستانہ روش پر بنایا۔ ورنہ کسی بھی نبی کی شریعت میں قبروں پر مسجد اور گنبد بنانے کا جواز نہیں تھا۔ اگر بہ فرض محال مان لیاجائے کہ ایسا پچھلی شریعتوں میں جائز تھا، تواس کاجواب یہ ہے کہ: پچھلی شریعتوں کے احکام ہماری اس شریعت میں حجت نہیں ہیں جب تک کہ ہماری شریعت اس کی تائید نہ کرے۔ جب کہ زیر بحث معاملے میں ہماری شریعت نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ یہ ان یہودیوں اور عیسائیوں کے اعمال میں سے ہے، جن پر اللہ نے ایسے ہی اعمال کی وجہ سے لعنت فرمائی ہے، جو بت پرستی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے دروازے ہیں۔ لہٰذا اس میں کوئی دلیل ہر گز نہیں ہے۔ (١)

تیسرا شبہ: قبر پرستوں کا دعوی ہے کہ انبیا اور اولیا کی قبروں پر مساجد اور گنبد بنانا امت اسلامیہ کو ورثے میں ملا ہے

---

(١) جهود علماء الحنفية: ١٦٥٠-١٦٥١۔

جو زمین کے مشرق و مغرب میں اس کے سلف سے اس کے خلف میں چلا آرہا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جواز پر امت کا اجماع ہے۔

اس شبہ کا جواب:

علمائے احناف نے قبر پرستوں کے اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ عمل اجماعِ امت کے قبیل سے نہیں ہے، بلکہ یہ ان گھناؤنی بدعتوں اور قبیح عادات میں سے ہیں، جو اہل بدعت کو وراثت میں ملی ہیں۔ علمائے احناف کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہ وراثت ایک قابل مذمت عمل ہے جس میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جاہل عوام کے اعمال میں سے ہے۔ نیز ان علما نے کہا: ”اگر تم کہو کہ یہ ایک عملی اجماع ہے۔ اس لیے یہ حجت (دلیل) ہے، جیسا کہ انہوں نے اس کی صراحت کی ہے۔ تو میں کہوں گا: ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس طرح کا کوئی اجماع ثابت نہیں ہے۔ ساتھ ہی اسے فعلی اجماع اس وقت مانا جا سکتا تھا، جب امت اس طرح صالحیت کے راستے پر گام زن ہوتی کہ بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا عام چلن ہوتا۔ لیکن یہ فریضہ تو زمانے سے معطل ہے۔“ (۱)

---

(۱) جهود علماء الحنفية: ۱۶۵۶-۱۶۵۸۔

چوتھا شبہ: قبرپرستوں نے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں رضي اللہ عنہما کی قبروں پر بنے ہوئے گنبد کو دلیل بنایا ہے۔

اس طرح شیطان نے انہیں اس قیاس مع الفارق کا الہام کیا ہے۔

اس شبہ کا جواب:

علماے احناف نے اس شبہ کا جواب دو طریقوں سے دیا ہے:

پہلا طریقہ: اللہ کے نبی ﷺ کی قبر پر جو عمارت ہے، وہ قبروں پر عمارت بنانے کے قبیل سے نہیں ہے۔ کیوں کہ اس عمارت کا اصل نبی ﷺ کے اس کے نیچے دفن کیے جانے سے پہلے ہی موجود تھا۔ کیوں کہ یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا کمرہ تھا اور اللہ کے رسول ﷺ کے گھروں میں سے ایک تھا۔ اتفاق سے آپ کا انتقال عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں ہوا، چنانچہ اس بارے میں وارد حدیث کی بناپر رسول اللہ ﷺ کو اسی کمرے میں دفن کیا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ”جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، تو آپ کی تدفین کے سلسلے میں لوگوں میں اختلاف ہوا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسی بات سنی ہے جو میں بھولا نہیں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جتنے بھی نبی ہوئے ہیں اللہ نے ان کی روح وہیں قبض کی ہے

جہاں وہ دفن کیا جانا پسند کرتے تھے۔"(اس لیے) تم لوگ انہیں ان کے بستر ہی کے مقام پر دفن کرو"۔ لہٰذا صحابہ نے آپ ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں دفن کیا۔ اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آپ کی قبر پر یہ عمارت قبر پر تعمیر کرنے کے ارادے سے نہیں تھی۔ کیوں کہ وہ قبر کے پہلے ہی سے موجود تھی۔ رہی بات ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے تدفین کی، تو ان کو نبی ﷺ کے اس جگہ دفن کیے جانے کے بعد تبعاً دفن کیا گیا تھا۔

دوسرا طریقہ: یہ گنبد اس امت کے خیر القرون (بہترین زمانوں) یعنی صحابہ رضي الله عنهم أجمعين کے دور، تابعین کے دور، تبع تابعین کے دور اور ائمہ سنت کے دور میں موجود نہیں تھا۔

علامہ خجندی (متوفی ١٣٧٩ھ-١٩٥٩) نے نبی ﷺ کی قبر کے اوپر اس سبز گنبد کی تعمیر کی تاریخ بیان کرتے ہوئے، اس کے بدعت ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: "قبر شریف پر سبز گنبد کا آغاز: یہ بات بخوبی جان لیجیے کہ سنہ (٦٧٨ ھ - ١٢٧٩ء) تک اس کمرے کے اوپر کوئی گنبد نہیں تھا، جس میں اللہ کے رسول ﷺ کی قبر ہے۔ اسے بادشاہ منصور قلاوون صالحی نے اسی سال بنوایا۔ اس کی تعمیر کی وجہ یہ تھی کہ اس نے مصر اور شام میں نصاریٰ کے عالی شان مزین گرجاگھروں کو دیکھا، اس لیے اس نے نبی ﷺ کے حکم اور آپ کی سنت سے

لاعلمی میں ان کی تقلید کی۔ جان لو کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قلاوون کا یہ عمل رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ثابت شدہ صحیح احادیث کے بالکل خلاف ہے، لیکن جہالت بہت بڑی آفت ہے اور محبت و تعظیم میں مبالغہ آرائی ایک سنگین بیماری ہے۔ اور غیروں کی تقلید (نقالی) ایک مہلک بیماری ہے۔"[1]

(۱) جهود علماء الحنفية: ١٦٦٠-١٦٦٢۔ دیکھیے: المشاهدات المعصومية للخجندی: ٢٦، ٣٤۔

خاتمہ

اللہ کے فضل وکرم سے، قبرپرستی کے عقیدے کی تردید میں حنفی علما کی کوششوں کے بارے میں تفصیلی تعارف لکھنے کا کام مکمل ہوا۔اس تعارف میں درج ذیل اہم موضوعات شامل ہیں:

بنیادی تعریفیں:توحید، عبادت اور شرک۔

توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کے درمیان فرق۔

قبرپرستوں کا مردوں سے مدد طلب کرنا اور ان کا رد۔

قبرپرستوں کا اللہ کے نیک بندوں اور بزرگوں کے بارے میں غلو اور ان کا رد۔

قبروں پر عمارت بنانے کی بدعت اور اس کا مقابلہ کرنا۔

فہرست

مقدمہ ۳

پہلا باب :بنیادی تعریفیں :توحید، عبادت اور شرک ۶

پہلا مبحث:توحید.. ۶

قبرپرستوں کے نزیک توحید کی تعریف:... ۶

علماے احناف کے نزدیک توحید کی تعریف:..................................... ۸

دوسرا مبحث:عبادت... ۱۱

قبرپرستوں کے نزدیک عبادت کی تعریف: ۱۱

عبادت کی تعریف علماے حنفیہ کے نزدیک: ۱۳

تیسرا مبحث:شرک ۱۵

قبرپرستوں کے نزدیک شرک کی تعریف:... ۱۶

علماے احناف کے نزدیک شرک کی تعریف:....................................... ۱۷

چوتھا مبحث :موجودہ دور کے قبرپرست پہلے دور کے بت پرستوں سے زیادہ شرک میں ملوث ہیں ۲۱

باب دوم: توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کے درمیان فرق ۲۴

پہلا مبحث : علماے احناف کے نزدیک توحید الوہیت کی اہمیت:.................. ۲۴

دوسرا مبحث :قبرپرستوں کا یہ عقیدہ کہ توحید الوہیت اور توحید ربوبیت دونوں بیک وقت ایک ہی ہیں... ۲۹

تیسرا مبحث :توحیدِ الوہیت اور ربوبیت کے اتحاد کے دعوے داروں پر علماے احناف کا رد... ۳۲

چوتھا مبحث :کلمۂ توحید' لا إلہ إلا اللہ 'کا کفر اور اسلام کے درمیان حدِ فاصل ہونا ۳۶

تیسرا باب :فوت شدگان سے فریاد طلبی کرنے میں قبرپرستوں کا انحراف اور ان پر رد ۳۹

پہلا مبحث :قرآنی آیات سے دلیل پکڑتے ہوئے قبر پرستوں کا رد ۴۳

دوسرا مبحث :احادیث مبارکہ سے دلیل پکڑتے ہوئے قبرپرستی کا رد............. ۴۶

تیسرا مبحث :علماے احناف کا قبرپرستوں کے فوت شدگان سے استغاثہ کا رد......۴۹

چوتھا باب :قبرپرستوں کا صالحین اور بزرگوں کی قبروں کے بارے میں غلو اور ان پر رد ۵۸

پہلا مبحث :قبر پرستوں کا نبی ﷺ کی شان میں غلو................................ ۵۸

دوسرا مبحث :اولیا کے بارے میں غلو ۶۲

تیسرا مبحث :عام اولیا کے بارے میں غلو ۶۸

چوتھا مبحث :قبرپرستوں کے غلو کے ابطال اور ان کی تردید میں علمائے احناف کی کوششیں ۶۹

پانچواں باب:قبروں پر عمارت بنانے کی بدعت اور اس کا مقابلہ کرنا.................. ۸۱

پہلا مبحث :قبروں پر عمارت بنانے کے سلسلے میں قبرپرستوں کا عقیدہ ۸۱

دوسرا مبحث:قبروں پر عمارت بنانے سے ممانعت اور انھیں منہدم کرنے کے وجوب پر علماے احناف کا صحیح احادیث سے استدلال ۸۵

پہلی حدیث: ۸۵

دوسری حدیث ۸۶

تیسری حدیث ۸۶

چوتھی حدیث ۶۰

پانچویں حدیث ۸۷

تیسرا مبحث:قبروں پر عمارت بنانے کی ممانعت اور ان پر تعمیر کردہ عمارتوں کو منہدم کرنے کے وجوب کے بیان کے سلسلے میں علماے احناف کی کوششیں: ۸۹

چوتھا مبحث:قبروں پر عمارت بنانے کے سلسلے میں قبوریوں کے بعض شبہات پر علماے احناف کا رد ۹۴

پہلا شبہ: قبرپرستوں کا دعوی ہے کہ صرف قبروں کے اوپر ہی عمارت بنانا حرام ہے۔.. ٩٤

اس شبہ کا ازالہ:.. ٩٤

دوسرا شبہ: قبرپرستوں کا اللہ تعالی کے فرمان" جن لوگوں نے ان کے بارے میں غلبہ پایا، وہ کہنے لگے کہ ہم تو ان کے آس پاس مسجد بنالیں گے"۔[سورۃ الکہف: ٢١]سے غلط استدلال.. ٩٦

اس شبہ کا ازالہ:.. ٩٦

تیسرا شبہ: قبرپرستوں کا دعوی ہے کہ انبیا اور اولیا کی قبروں پر مسجد و گنبد بنانے کا عمل امتِ مسلمہ میں وراثت کی طرح.. ٩٧

اس شبہ کا ازالہ:.. ٩٨

چوتھا شبہ: قبرپرستوں نے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں ابو بکر اور عمر رضي اللہ عنھما کی قبروں پر بنے ہوئے گنبد کو دلیل بنایا ہے۔............ ٩٩

اس شبہ کا ازالہ:.. ٩٩

خاتمہ.. ١٠٢

فہرست.. ١٠٣